﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

انصار الدین

سیّدنا مسیح موعود نمبر

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر (اردو): محمود احمد ملک

نائب: طارق محمود

مدیر (انگریزی): ندیم ونڈرمین

مینیجر: لئیق احمد حیات

کور ڈیزائن: مرزا ندیم احمد

Ansar Office
181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَ رْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ○ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُ مِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ○وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ○ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْ تِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُوْالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

(سورۃ الجمعۃ:۳تا۵)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(سورۃ الجمعہ)

حدیث:

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَا لَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ۔

یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اڑ گیا تو اہل فارس کی نسل میں سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

کلام حضرت مسیح موعودؑ

"میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح ستہ میں درج ہے۔" (ملفوظات جلد اول)

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتح یاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہر گز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل۔ اے نادانو! اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا؟ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو! کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں"۔ (نورالاسلام، صفحہ ۲۱۔۲۲)

اداریہ:

۲۳/ مارچ

۲۳/ مارچ کا دن عالم اسلام اور بالخصوص جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے ایک مقدس تاریخی حیثیت کا حامل ہے کیونکہ اس دن یعنی ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی تصرف اور اِذن سے سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا اور جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

اس یومِ سعید کے پس منظر کئی پیشگوئیاں دیگر مذہبی کتب میں موجود ہیں مگر سب سے بڑھ کر واضح پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی کہ اگر ایک وقت ایمان ثریّا تک بھی اُڑ گیا تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔(بخاری)

اس زمانہ میں جبکہ مسلمان شرک اور دہریت کی طرف مائل ہو رہے تھے، ہر قسم کی اخلاقی، ایمانی اور روحانی اقدار دنیا سے اٹھ چکی تھیں، امتِ مسلمہ مایوسی کا شکار ہو چکی تھی۔ ایسے وقت میں نظریں بار بار آسمان کی طرف اٹھتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی امت کے احیاءِ نو کے لئے کسی فرستادہ کا نزول فرمائے۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی اصلاح اور دین کی تجدید کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپؑ کے آنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر انسان کا خدا کے ساتھ ایک دائمی تعلق قائم ہو جائے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوش خبری عطا فرمائی کہ یہ جماعت دنیا کے تمام ملکوں میں پھیلے گی اور لوگ گروہ در گروہ اس جماعت میں شامل ہوں گے۔ ہم نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نتیجہ میں یہ جماعت اب اکنافِ عالم پر محیط ہو چکی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ دن دُور نہیں جب دنیا کا ہر صاحبِ بصیرت فرد اس الٰہی درخت کی چھاؤں تلے آنے کا طلبگار ہو گا اور خدا تعالیٰ کے تمام وعدے پورے ہوں گے۔ انشاء اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے تمام لوگو! سُن رکھو یہ اس کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا، خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی...... یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد بھی مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہیں اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت ناامید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ صفحہ ۶۶-۶۷)

انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تم تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہوں جس طرح وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سیّد الانبیاءؐ ہے دوسرے فرعون کی سرکوبی کے لئے جس کے حق میں ہے **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً**۔ سو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اسی زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانے تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا۔ اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے اور سب باتوں میں اسی زمانے کے ہم شکل زمانے میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا۔ تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو انکی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہیں کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربّ جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی۔"

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۷ تا ۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر



لندن

پیارے عزیزم صدر صاحب مجلس انصار اللہ یو۔کے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ یو۔کے ماہانہ رسالہ کا اجراء کرنے کی توفیق پا رہی ہے اور پہلا شمارہ "مسیح موعودؑ نمبر" ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بہت مبارک فرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کا سب سے نمایاں اور اہم پہلو جو سب اخلاق پر غالب ہے، وہ خدا تعالیٰ سے محبت ہے۔ آپ کا دل بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی محبت سے مخمور تھا اور آپ کو دنیا کے کاموں کی کوئی فکر نہ تھی۔ ہمیشہ ہر کام پر خدا تعالیٰ کو ہی ترجیح دی اور اُسی پر توکل کیا۔ آپ فنا فی اللہ وجود تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں۔

غرض آپ کا جینا مرنا عبادت الٰہی اور محبت الٰہی میں تھا۔ جب آپ اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے اُس وقت بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ تھے۔ آپ بہت کمزور ہو چکے تھے اور ایک وقت خیال کیا گیا کہ آپ وفات پا گئے ہیں اور یکدم سب پر سناٹا چھا گیا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد نبض میں پھر حرکت ہوئی مگر حالت بدستور نازک تھی۔ اتنے میں صبح کی روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی۔ مگر آپؑ اسی حالت میں تھے کہ غشی طاری ہو گئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے اور آپ کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہو گیا۔ پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے کس قدر محبت تھی۔

پس میرا آپ سب انصار کو یہ پیغام ہے کہ آپ اپنے امام، اپنے آقاؑ کی سیرت کے اس پہلو کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے والے بنیں۔ خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کریں۔ آپ کا ہر فعل اور ہر حرکت و سکون خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اسکی محبت کے تابع ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

"انصار الدین" کے اجراء کے موقع پر
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

لندن

پیارے عزیزم صدر صاحب مجلس انصار اللہ یو۔کے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ یو کے ماھانہ رسالہ کا اجراء کرنے کی توفیق پا رہی ہے اور پہلا شمارہ "مسیح موعود نمبر" ہے۔اللہ تعالیٰ بہت بہت مبارک فرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت کا سب سے نمایاں اور اہم پہلو جو سب اخلاق پر غالب ہے، وہ خدا تعالیٰ سے محبت ہے۔آپ کا دل بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی محبت سے مخمور تھا اور آپ کو دنیا کے کاموں کی کوئی فکر نہ تھی۔ ہمیشہ ہر کام پر خدا تعالیٰ کو ہی ترجیح دی اور اسی پر توکل کیا۔آپ فناء فی اللہ وجود تھے۔آپؑ فرماتے ہیں

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں

غرض آپ کا جینا مرنا عبادت الٰہی اور محبت الٰہی میں تھا۔جب آپ اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے اس وقت بھی یاد الٰہی سے غافل نہ تھے۔آپؑ بہت کمزور ہو چکے تھے اور ایک وقت خیال کیا گیا کہ آپ وفات پا گئے ہیں اور یکدم سب پر سناٹا چھا گیا۔مگر تھوڑی دیر کے بعد نبض میں پھر حرکت ہوئی مگر حالت بدستور نازک تھی۔اتنے میں صبح کی روشنی آپؑ نے دیکھی تو فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے اور اپنے سینے پر ھاتھ رکھ کر لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی۔مگر آپؑ اسی حالت میں تھے کہ غشی طاری ہو گئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے اور آپؑ کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہو گیا پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپؑ کو خدا تعالیٰ سے کس قدر محبت تھی۔

پس میرا آپ سب انصار کو یہ پیغام ہے کہ آپ اپنے امام، اپنے آقا کی سیرت کے اس پہلو کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے والے بنیں۔خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کریں۔آپ کا ہر فعل اور ہر حرکت وسکون خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اس کی محبت کے تابع ہو۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خليفة المسيح الخامس

11.3.04

محترم صدر صاحب انصاراللہ یوکے کا پیغام

عزیز انصار بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

الحمد للہ کہ مجلس انصار اللہ یو کے کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں اپنا علمی، تعلیمی و تربیتی رسالہ شائع کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے جس کا نام سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت "انصار الدین" تجویز فرمایا ہے۔

امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ یو کے کو اس رسالہ کے ذریعہ تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی جہاد کے ان مقاصد کو حاصل کرنے کی توفیق ملے گی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے معرکۃ الآرا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/ جولائی ۱۹۴۰ء میں مجلس انصار اللہ کے اجراء کا اعلان کرتے ہوئے بیان فرمائے کہ "اگر ہمارا یہ دعویٰ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ جمعہ کے مطابق امتی نبی ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہو کہ رسولِ کریم ﷺ ہی وہ "رسولاً" ہیں جن کی نبوت و رسالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت شامل ہے تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ محمد ﷺ نے جو کام کئے، وہی کام مسیح موعود کے بھی سپرد ہیں۔ اور جو کام صحابہ نے کئے وہی کام جماعت احمدیہ کے ذمہ ہیں"۔

پھر مزید فرمایا: "یہ فیصلہ کرنا کہ اس زمانہ میں کس قسم کے جہاد کی ضرورت ہے، خدا کا کام ہے۔ اور یہ خدا کا اختیار ہے کہ وہ چاہے تو ہمارے ہاتھ میں تلوار دیدے، چاہے تو قلم دیدے اور چاہے تو تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا جہاد مقرر کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں تلوار کا جہاد نہیں رکھا بلکہ تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا جہاد رکھا ہے۔ اور یہی وہ جہاد ہے جس کا سورۃ جمعہ کی ان آیات میں ذکر ہے جن میں رسولِ کریم ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کی خبر دی گئی ہے"۔

اور پھر انصار اللہ کی تنظیم کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: "ان سے وہی کام لیا جائے گا جو محمد ﷺ کے صحابہ سے لیا گیا۔ یعنی کچھ تو اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو قرآن اور حدیث پڑھائیں، کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں، کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ تعلیم و تربیت کا کام کریں، اور کچھ یزکیھم کے دوسرے معنوں کے مطابق اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کی دنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں گے"۔

خدا تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صحیح معنوں میں "انصار اللہ" کہلانے کے مستحق ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ایک اہم مقصد اسلام کی حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ خدا کرے ہمارا یہ رسالہ دعوت الی اللہ کا بھی ذریعہ بن جائے اور اپنے نام کی مناسبت کے ساتھ صحیح معنوں میں دین کی مدد کرنے والا ہو۔

اسی طرح اس رسالہ کے لئے قارئین سے قلمی معاونت کی درخواست بھی کرتا ہوں۔ نیز دعا بھی کریں کہ ہماری یہ حقیر کوشش خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو اور اس کے پیار کی نظروں تلے پروان چڑھے آمین۔

والسلام، خاکسار

چوہدری وسیم احمد، صدر مجلس انصار اللہ یو کے

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند لطف کردی کہ ازیں خاک مرا آں کردی

مسیح موعودؑ عشق رسولؐ کی پیداوار ھے

(نوٹ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ کے مضمون کا ایک حصہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ جو الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا۔ ادارہ)

آنحضرت ﷺ (فداہ نفسی) کی بعثت کے بعد سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ دور رس واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا واقعہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا۔ اور مسیح موعود کا زمانہ جس نے آپ کی شاگردی اور غلامی میں ظاہر ہونا تھا تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کی بعثت کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: کیف انتم اذانزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر "یعنی...... تمہارے لئے وہ زمانہ کیسا ہی مبارک ہوگا۔ جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا صلیب کے زور کے زمانہ میں ظاہر ہو کر صلیب کو توڑ دے گا اور اسی طرح دوسری غیر دینی ناپاکیوں کا قلع قمع کر دے گا۔" پھر فرماتے ہیں" کیف تھلک امتی انا اولھا والمسیح ابن مریم اخرھا" یعنی وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے۔ جس کے شروع میں میں ہوں۔ اور اس کے آخر میں مسیح ابن مریم ہوگا۔ پھر ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں: "مثل امتی کمثل المطر لایُدریٰ اولہ خیر اوا خرہ" یعنی میری امت کا حال اس برسات کی طرح ہے۔ جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کا ابتدائی دور زیادہ بہتر ہے یا کہ اس کا آخری دور زیادہ بہتر ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ رتبہ کہ آپ رسول خدا ﷺ کے نائب اور آخری دور کے لیڈر یعنی مسیح ابن مریم قرار پائے۔ آنحضرت ﷺ کی بے پناہ محبت اور لاثانی عشق کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ جو شعر اس مضمون کے عنوان کی زینت ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فارسی نظم سے لیا گیا ہے۔ جس کے چند چیدہ اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں اور کس والہانہ جذبہ سے فرماتے ہیں کہ:

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم ومرھم برہ یار تو یکساں کردی
ذرہ را تو بیک جلوہ کُنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی
جان خود کس ندھد بھر کس ازصدق وصفا
راست ایں است کہ ایں جنس تو ارزاں کر دی
تا نہ دیوانہ شدم ھوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد توگردم کہ چہ احساں کردی
آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی ، کہ ازیں خاک مرا آں کردی

"یعنی اے محبت تیرے آثار و نشانات کتنے عجیب و غریب ہیں۔ تو نے محبوب کے رستہ میں زخم و مرہم (یعنی بیماری اور علاج) کو ایک جیسا بنا رکھا ہے۔ تو ایک ذرہ بے مقدار کو اپنے ایک جلوہ سے سورج بنا دیتی ہے۔ اور بسا اوقات تیری وجہ سے خاک کی ایک چٹکی میری طرح چمکتا ہوا چاند بن جاتی ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے کی خاطر اخلاص و وفا کے ساتھ اپنی جان نہیں دیتا۔ مگر حق یہ ہے کہ تو ہی وہ چیز ہے۔ جس نے اس نایاب جنس کو ارزاں کر دیا ہے۔ میں تو جب تک خدا اور اس کے رسول کے عشق میں دیوانہ نہیں ہوں گا میرے سر میں ہوش نہیں آیا پس اے جنون عشق میں تیرے قربان جاؤں کہ تو نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ وہ مسیح کہ جسے لوگ آسمان پر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہی آسمان سے اترے گا۔ تو نے اے عشق و محبت اپنی کرشمہ سازی سے زمین میں سے ہی وہی بنا دیا"۔

ایک دوسرے مقام پر اپنے عشق و محبت کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:۔

یا نبی اللّٰہ ! نثار روئے محبوب تو ام
وقف راھت کردہ ام ایں سر کہ بر دوش ست بار
تا بمن ، نور رسول پاک را بنمودہ اند
عشق او در دل بر جو شد ' چوں آب از آبشار
آتش عشق از دم من ھمچو برقے مے جھد
یک طرف اے ھمدمان خام از گرد و جوار
یا رسول اللّٰہ برویت عھد دارم استوار
عشق تو دارم ، ازاں روزے☆ کہ بودم شیر خوار
یا دکن وقتے کہ در کشفم نمودی شکل خویش
یا دکن ھم وقت دیگر کآمدی مشتاق دار
یا دکن آں لطف و رحمت ' کہ با من داشتی
واں بشارت ھا کہ میدادی مرا از کردگار
یا دکن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے آں رخ آں صورتے رشک بہار

☆ یعنی عشق من فطرتی است

"یعنی اے نبیؐ اللہ تیرے پیارے چہرہ پر میں قربان جاؤں۔ میں نے تو تیرے رستہ میں اپنا سر وقف کر رکھا ہے۔ ہاں وہی سر جو میرے کندھوں پر

ایک بوجھ ہے جب سے مجھے رسول پاک کا نور و جمال دکھایا گیا ہے۔ آپ کا عشق میرے دل میں اس طرح جوش مار رہا ہے جس طرح ایک آبشار سے پانی ابلا کرتا ہے۔ عشق کی آگ میرے سانس سے بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ پس اے خام طبیعت کے ساتھیو میرے پاس سے ایک طرف ہو جاؤ کہ کہیں یہ بجلی تمہیں بھسم نہ کر دے کیونکہ تم اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے۔ اے رسول اللہ میں آپ کے مبارک چہرے کے ساتھ ازلی پیوند رکھتا ہوں میرے دل میں آپ کا عشق اس زمانہ سے ہے کہ میں ابھی شیر خوار بچہ تھا۔ وہ وقت یاد کریں کہ جب آپ نے مجھے کشف میں اپنا مبارک چہرہ دکھایا تھا۔ اور وہ وقت بھی یاد کریں کہ جب آپ میری طرف عالم رؤیا میں مشتاقانہ رنگ میں بڑھے تھے۔ ہاں وہ وقت بھی یاد کریں کہ جب آپ نے مجھ پر لطف و رحمت کی بارش برسائی تھی۔ اور پھر وہ بشارتیں بھی یاد کریں کہ جو آپ نے خدا کی طرف سے مجھے دی تھیں۔ ہاں ہاں وہ وقت بھی یاد فرمائیں کہ جب آپ نے عین بیداری میں مجھے اپنا جلوہ دکھایا تھا۔ وہ بے نظیر حسن و جمال۔ وہ درخشندہ چہرہ اور وہ دلکش صورت جو دنیا کی تمام بہاروں کے لئے مقام رشک ہے۔"

ایک اور جگہ اپنی محبت کا یوں ذکر فرماتے ہیں:۔

سرے دارم فدائے خاک احمد
دلم هر وقت قربان محمد
بگیسوئے رسول اللّٰه که هستم
نثار روئے تابان محمد
دریں ره گر کشندم ور بسوزند
نتا بم رو ز ایوان محمد
بدیگر دلبرے کارے ندارم
که هستم کشته آن محمد
تو جان ما منور کر دی از عشق
فدایت جانم اے جان محمد

"یعنی میرا سر رسول پاک کی خاک پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان ہو رہا ہے۔ مجھے رسول اللہ کے پیارے گیسوؤں کی قسم ہے کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرہ پر نثار ہو چکا ہوں۔ اگر آپؐ کے رستہ میں مجھے قتل کر دیا جائے بلکہ جلا کر خاک کر دیا جائے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے کبھی منہ نہیں پھیروں گا۔ مجھے کسی اور محبوب سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو صرف محمدؐ کے حسن و جمال کا کشتہ ہوں۔ تو نے عشق و محبت کی وجہ سے مری جان کو منور کر دیا ہے سوائے محمد صلعم کی جان تجھ پر میری جان قربان ہو۔"

پھر اپنے ایک مشہور عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں:۔

انظر الیّ برحمة وّتحنّن
یا سیّدی انا احقر الغلمان
یا حبِّ اِنّكَ قد د خلتَ محبَّةً
فی مهجتی و مدار کی وجنانی
من ذکر وجهكَ یا حدیقة بهجتی
لم اَخلُ فی لحظ ولا فی آنٖ
جسمی یطیر الیكَ من شوقٍ علا
یا لیتَ کانتْ قوّة الطّیران

"یعنی اے میرے آقا مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر رکھنا۔ میں آپؐ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اے میرے محبوب آپؐ کی محبت میرے خون دل میں اور میرے حواس میں اور میری روح میں رچ چکی ہے۔ اے میری خوشیوں کے باغیچے میں تیرے پیارے مونہہ کی یاد سے ایک لحظہ اور ایک آن بھی خالی نہیں رہتا۔ میرا جسم تک عشق و شوق کے غلبہ میں تیری طرف اڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش مجھے پرواز کی طاقت ہوتی۔"

یہ اس بے پناہ اور عدیم المثال عشق و محبت کا نمونہ مشتِ از خروارے ہے جو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کے قلب صافی میں رسول پاک ﷺ کے لئے موجزن تھی بلکہ حق یہ کہ یہ "مشتِ از خروارے" بھی نہیں بلکہ دانہ از خروارے ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال اور تحریرات رسول پاک ﷺ کے عشق و محبت سے اس طرح معمور ہیں جس طرح ایک عمدہ اسفنج کا ٹکڑا پانی میں ڈبونے کے بعد پانی سے بھر جاتا ہے اور گویا پانی ہی پانی بن گیا ہے۔ پس لاریب جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے آپ کا وجود باوجود خالصۃً محبت رسولؐ کی مقدس پیداوار ہے۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ: "آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند لطف کردی ازیں خاک مرا آں کردی" یعنی وہ مسیح جسے لوگ آسمان پر چڑھ کر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں، میرے عشق رسولؐ نے زمین سے مجھے وہی بنادیا۔

پس اے میرے دوستو اور عزیزو اور پیارو! بے شک عمل بہت بڑا درجہ رکھتا ہے مگر محض خشک عمل جو محبت سے خالی ہے اور جس میں عشق خدا اور عشق رسولؐ اور عشق مسیح کی چاشنی مفقود ہے۔ وہ ایک بوسیدہ ٹہنی سے زیادہ نہیں۔ جو کسی وقت ٹوٹ کر گر سکتی ہے۔ پس اپنے دلوں میں محبت کی چنگاری پیدا کرو۔ ہمارے آقا ﷺ سے کسی صحابیؓ نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے جواب دیا تم قیامت کے متعلق پوچھتے ہو۔ کیا تم نے اس کے لئے کوئی تیاری بھی کی ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز روزہ وغیرہ کی تو چنداں تیاری نہیں مگر میرے دل میں خدا اور اس کے رسول کی سچی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا: اَلمَرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ "یعنی پھر تسلی رکھو کہ انسان کو اپنی محبوب ہستیوں سے جدا نہیں کیا جائے گا۔ یہ حدیث بچپن سے لے کر میرے سامنے قطب ستارے کی طرح رہی ہے جس سے میں اپنے لئے رات کی تاریکیوں اور دن کی پریشانیوں میں رستہ پایا رہا ہوں۔ اور جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پڑھا جو عنوان میں درج ہے یعنی:

آں مسیحا که بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی که ازیں خاک مراآں کردی

تو اس پر میں نے یوں محسوس کیا کہ یہ آواز تو میرے اپنے دل کی ہے۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر تکمیل تبلیغ کے نام سے ایک اشتہار جاری فرمایا جس میں مخلصین سے بیعت لینے کے لئے کے مندرجہ ذیل شرائط کا اعلان فرمایا:

شرائط بیعت:

اوّل: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگر چہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم: یہ کہ عام خلق خدا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی

(عبدالمنان طاہر)

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ دنیا میں اعلیٰ اخلاق کو زندہ کرنے کے لئے تشریف لائے کیا نبوت سے پہلے اور کیا دعویٰ نبوت کے بعد، آپؐ نے اس عظیم ذمہ داری کو کس احسن طریق سے نبھایا۔ اس کی گواہی آپؐ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت دی جب آپؐ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بار نبوت ڈالا گیا اور پہلا الہام ہوا آپؐ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا آپؐ کو کبھی ضائع نہ کرے گا آپؐ تو صلہ رحمی کرنے والے غریبوں کا بوجھ بانٹنے والے اور اعلیٰ اخلاق کے پَر تو ہیں۔ یہ گواہی کوئی معمولی گواہی نہ تھی۔ اس پاک خاتون نے آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا دن رات مشاہدہ کیا تھا۔ آپؐ کی غرباء پروری، مہمان نوازی، رحمدلی جیسے اعلیٰ اخلاق کو دیکھ چکی تھیں۔ آپؐ نے مہمان نوازی کے تعلق میں قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق جو کچھ کہا وہ کر کے دکھایا۔

دشمن بھی آپؐ کے پاس مہمان بن کر آیا تو وہ آپؐ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوا آپؐ نے فرمایا کہ تین دن تک کی مہمان نوازی فرض ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔ آپؐ مہمان کا پورا اکرام کرتے ہر چیز کا خیال رکھتے۔

آپؐ نے فرمایا: اِذَا جَاءَکُم کریمُ قَومٍ فأکرموہ کہ جب کسی قوم کا معزز شخص تمہارے پاس آئے تو اس کا اکرام کرو۔ قرآن کی تعلیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوہ تو بہت اعلیٰ ہے۔ لیکن مسلمان اپنی بدقسمتی سے اسے بھول گئے۔ ان اخلاق کو زندہ کرنے کی ذمہ داری اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے روحانی غلام حضرت احمد مسیح موعود علیہ السلام کو سونپی گئی۔ آپؑ کو تجدید دین کے لئے خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس لئے آپؑ کی سب بڑی ذمہ داری یہ تھی کہ آنحضور ﷺ کے اسوۂ کو اپنانے کی تلقین کریں۔ آپؑ نے اپنی زندگی کو آنحضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا نمونہ بنا دیا اور آپؐ کے ہر ہر لفظ اور ہر ہر عمل پر عمل کر کے دکھایا۔ اس وقت خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے صرف ایک پہلو مہمان نوازی کے بارے میں کچھ تحریر کرے گا۔ اور چند مثالوں سے بتاؤں گا کہ کس طرح آپؑ نے اپنی ذات کو آقا کی ذات بابرکات میں گم کر لیا۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے: مَن کَانَ یُومِنُ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخر فلیکرِمْ ضیفَہ کہ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی عزت کرے۔ آپؑ نے اپنے آقا و مولیٰ کی اس ہدایت پر ساری زندگی عمل کیا اور اپنے ماننے والوں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کی۔ آپؑ نے اپنی کتاب فتح اسلام میں جماعت کو پانچ شاخوں میں تقسیم کیا ہے ان میں سے تیسری شاخ کے بارہ فرماتے ہیں:

"تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشو نما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے۔ (فتح اسلام)

گویا آپ نے ساری جماعت کے لئے مہمان نوازی ایک فرض قرار دیدیا اور پھر اپنے نمونہ اور اسوۂ سے اسے ثابت کر کے دکھایا۔ بطور مثال چند واقعات یہاں بیان کئے جاتے ہیں کہ آج خدا کے مسیح کا نمائندہ، اس کا خلیفہ ہمارے پاس ہے۔ اس ناطے سے ہمارا فرض ہے کہ یہاں آنے والے مہمانوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اکرام ضیف کا پورا خیال رکھتے ہوئے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔

آپؑ کی اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

"ایک مرتبہ ایک مہمان نے آکر کہا کہ میرے پاس بستر نہیں ہے حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب کو کہا کہ اس کو لحاف دے دو۔ حافظ حامد علی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شخص لحاف لے جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر یہ لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ ہو گا اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو ہمارا گناہ ہو گا"۔

جب بھی کوئی مہمان باہر سے آتا اور آپؑ کو اطلاع ہوتی تو خود استقبال کے لئے تشریف لے جاتے اور مقامی دوستوں کو مہمان نوازی کی تلقین کرتے۔ اور جب تک مہمان وہاں رہتا خود بھی مہمان نوازی فرماتے۔

حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ قادیان تشریف لائے کچھ عرصہ قیام کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی سے فیضیاب ہوئے وہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد میں نے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی۔ حضور پیدل چلتے ہوئے ساتھ ہو لئے۔ کافی فاصلہ تک پیدل چلنے کے بعد مَیں نے عرض کیا: "حضور اب سوار ہوتا ہوں حضور تشریف لے جائیں کیونکہ حضور پہلے ہی کافی فاصلہ میرے ساتھ پیدل طے کر چکے ہیں"۔ کس لطف سے مسکراتے ہوئے فرمایا "اچھا ہمارے سامنے سوار ہو جاؤ"۔ مَیں یکّہ پر بیٹھ گیا اور سلام عرض کیا تو پھر حضورؑ واپس تشریف لے گئے۔

آپ مزید لکھتے ہیں "مجھے یاد ہے کہ محمد شادی خان صاحب بھی اس وقت بٹالہ جانے کے واسطے میرے ساتھ سوار ہوئے تھے انہوں نے حضورؑ کی اس کریمانہ عنایت خاص پر تعجب کیا اور دیر تک راستہ میں مجھ سے تذکرہ کرتے رہے اور ہم خوش ہو ہو کر آپؑ کے اخلاق کریمانہ کے ذکر سے مسرور ہوتے تھے۔

منشی عبدالحق صاحب جو عیسائی ہوگئے تھے لاہور مشن کالج میں بی۔اے کے طالبعلم تھے۔ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر اخبارات میں پڑھا تو لکھا کہ قادیان آکر اسلام کی صداقت کو عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے ان کو اجازت دی اور فرمایا کہ "دو ماہ آکر ہماری مہمانی میں گزاریں"۔ وہ جس دن تشریف لائے حضورؑ کی طبیعت ناساز تھی لیکن خود ان کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ان سے ملنے کے بعد کچھ وقت کے لئے تبلیغ کی۔ پھر ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: "آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان وہی آرام پاسکتا ہے جو بے تکلف ہو پس آپ کو چاہیے کہ جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بلا تکلف کہہ دیں"۔

پھر جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا: "دیکھو یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے۔ اور کوشش کرتا رہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو" (اخبار الحکم جنوری 1902ء)

منشی عبدالحق صاحب حضور کی مہمانی سے بہت متاثر ہوئے۔ اور مسلمان ہوگئے۔ جب وہ قادیان سے واپس جارہے تھے۔ اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے خود کہا: "جب مَیں آیا تھا تو وہ تین میل تک مجھے چھوڑنے آئے تھے"۔ حضور علیہ السلام کا ان کو چھوڑنے کے لئے ساتھ جانا بھی اسی مقصد کے لئے تھا کہ راستہ میں ان کو مزید تبلیغ کرسکیں گے آپکی یہ انتہائی کوشش تھی کہ ایک روح بچ جائے۔

آپؑ کے دستر خوان پر دوست دشمن کی کوئی تمیز نہ تھی ہر شخص کے ساتھ جو آپؑ کے یہاں مہمان آجاتا آپؑ پورے احترام اور فیاضی سے برتاؤ کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے: "مہمان کا دل شیشہ سے بھی نازک ہوتا ہے"۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں مہمان نوازی کو بہت اہم سمجھا اس لئے لنگر خانہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا تاکہ قواعد وضوابط کی وجہ سے کسی مہمان کو پریشانی نہ ہو۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی کچھ عرصہ کے لئے قادیان تشریف لائے واپس جاکر اپنے اس سفر کے بارہ میں لکھا: "مرزا صاحب کے مریدوں میں مَیں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے۔ جن کی ارادت بڑے پایہ کی تھی اور بے حد عقیدت مند تھے"۔

پھر لکھتے ہیں "مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقعہ دیا۔ فرمایا "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں"۔ مولانا ابوالنصر کی یہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کا ایک مرقع ہے۔

آپؑ کی مہمان نوازی کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان سے ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ آپؑ کی مہمان نوازی کی خصوصیات کا خلاصہ یہ ہے:

1- آپؑ مہمان کے آنے سے خوش ہوتے اور انتہائی کوشش ہوتی کہ مہمان کو ہر طرح کا آرام مہیا ہو۔ مہمان کے مزاج کے مطابق کھانا تیار کرواتے۔

2- مہمان کے آنے پر موسم کے مطابق فوراً کچھ پیش کرتے اور بعد میں کھانا تیار کرواتے۔

3- آپؑ مہمان کے جلد واپس جانے پر خوش نہ ہوتے بلکہ یہ خواہش ہوتی کہ وہ ٹھہرے اور فیضیاب ہو۔ اس کا اظہار آپؑ نے اس شعر میں کیا ہے جو مضمون کے شروع میں درج ہے۔

4- آپؑ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ مہمان اور میزبان کے درمیان تکلّف ہو۔ آپؑ کے بے تکلّفانہ برتاؤ سے ہر آنے والا یہ سمجھتا کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں میں ہے۔ اجنبیت بالکل نہ رہتی۔

5- آپؑ کی مہمان نوازی ایسی تھی کہ اس کے لئے آپ ہر قسم کی قربانی کرتے اور ہر ممکن خدمت کرتے اور تکلیف محسوس نہ کرتے۔ مہمانوں کے آرام کے لئے خود پہرہ دیتے تاکہ وہ بے آرام نہ ہوں۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ کو جو آرام کر رہے تھے جاگنے پر معذرت کرنے پر فرمایا: "مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے"۔

6- آپؑ کی مہمان نوازی کی ایک خوبی یہ تھی کہ حفظ مراتب کا خیال رکھتے لیکن مساوات کے برتاؤ کو نہ چھوڑتے۔ خبر گیری اور مہمان نوازی کے اعتبار سے سب برابر تھے۔ اگر بادشاہ اور معمولی انسان دونوں مہمان ہوتے ہیں تو حفظ مراتب کے لحاظ سے دونوں کی مہمان نوازی کی طرف پوری توجہ دیتے۔ فرماتے ہیں: "میرے لئے سب برابر ہیں اس موقعہ پر امتیاز اور تفریق نہیں ہوسکتی سب کے لئے ایک ہی کھانا ہونا چاہیے۔ یہاں کوئی چھوٹا بڑا نہیں...... اس لئے سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار کیا جائے خبردار کوئی امتیاز کھانے میں نہ ہو"۔ حضور علیہ السلام کی اس ہدایت کو ہمیں ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیے۔

7- آپؑ کی خواہش ہوتی کہ لوگ بار بار آپؑ کے پاس آئیں۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ وہ دربار نبوت سے فیضیاب ہوں۔ جلد جانے کو پسند نہ فرماتے۔ بار بار مہمانوں کے آنے کے تمام اخراجات خوشی سے برداشت کرتے۔

آپؑ نے ایک بار لنگر خانہ کے منتظم کو مخاطب ہو کر فرمایا: "دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوتے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اسلئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔ تم پر میرا حسنِ ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ (بدر جنوری ۱۹۰۴ء)

ہم اس وقت ایک ایسی جگہ رہ رہے ہیں جہاں خدا کا خلیفہ مقیم ہے۔ لوگ

باقی صفحہ 15 پر جاری ھے

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عربی

مَا جِئْتُ مِنْ غَيْرِ الضَّرُوْرَةِ عَابِثًا
قَدْ جِئْتُ مِثْلَ الْمُزْنِ فِي الرَّمْضَاءِ

میں بے ضرورت اور بے مقصد نہیں آیا بلکہ میں تپتی ہوئی زمین پر بارش برسانے والے بادل کی طرح آیا ہوں

عَيْنٌ جَرَتْ لِعِطَاشِ قَوْمٍ اُضْجِرُوْا
اَوْ مَاءُ نَقْعٍ طَافِحٍ لِظِمَاءِ

پیاس کے مارے بے کل لوگوں کے لئے ایک چشمہ جاری ہوگیا اور پیاسوں کے لئے بہت سا صاف پانی جاری ہوگیا ہے

اِنِّيْ بِاَفْضَالِ الْمُهَيْمِنِ صَادِقٌ
قَدْ جِئْتُ عِنْدَضُرُوْرَةٍ وَّ وَبَاءِ

بے شک میں خدائے نگہبان کے فضلوں سے صادق ہوں اور میں ضرورت اور وباء کے وقت آیا ہوں

ثُمَّ اللِّئَامُ يُكَذِّبُوْنَ بِخُبْثِهِمْ
لَا يَقْبَلُوْنَ جَوَائِزِيْ وَ عَطَائِيْ

پھر بھی کمینے لوگ اپنے خبث کی وجہ سے جھٹلاتے ہیں اور میری بخشش و عطاء کو قبول نہیں کرتے

مَنْ حَارَبَ الصِّدِّيْقَ حَارَبَ رَبَّهٗ
وَنَبِيَّهٗ وَ طَوَائِفَ الصُّلَحَاءِ

جو شخص صدیق سے لڑائی کرتا ہے وہ اپنے رب اور اس کے نبی اور صلحاء کے گروہوں سے جنگ کرتا ہے

وَاللّٰهِ لَااَدْرِيْ وُجُوْهَ كَشَاحَةٍ
مِنْ غَيْرِ اَنَّ الْبُخْلَ فَارَ كَمَاءِ

اللہ کی قسم! میں ان کی دشمنی کی وجوہ نہیں جانتا بجز اس کے کہ بخل نے ان میں پانی کی طرح جوش مارا ہے

رُبِّيْتُ مِنْ دَرِّ النَّبِيِّ وَعَيْنِهٖ
اُعْطِيْتُ نُوْرًامِّنْ سِرَاجِ حِرَاءِ

میں نبی ﷺ کے دودھ اور آپ کے چشمے سے پلا ہوں اور غار حرا کے آفتاب سے مجھے نور عطا کیا گیا ہے

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۶-۲۷۷)

فارسی

ایں زمانم زمانۂ گلزار
موسمِ لاله زار و وقتِ بهار

یہ میرا زمانہ گلزار کا زمانہ ہے یعنی لالہ زار کا موسم اور بہار کا وقت ہے

آمدم تا نگارِ باز آید
بے دلاں را قرار باز آید

میں اسلئے آیا ہوں تا کہ یار لوٹ آئے اور بے چین دلوں کو پھر آرام نصیب ہو

دستِ غیبم بپروُرد هر دم
کرد وحیش بمن ظهورِ اتم

ایک غیبی ہاتھ ہر دم میری پرورش کرتا ہے اور اس کی وحی نے کامل طور سے مجھ پر ظہور کیا ہے

نورِ الهام همچو بادِ صبا
نزدم آرو زغیب خوشبوها

الہام الٰہی کا نور باد صبا کی طرح غیب سے میرے پاس خوشبوئیں لا رہا ہے

پُرشد از نورِمن زمان و زمیں
سر هنوزت بر آسماں از کیں

میرے نور کی وجہ سے زمین و زماں روشن ہوگئے مگر ابھی تیرا سر عداوت سے آسمان پر ہے

با خدا جنگها کُنی هیهات
ایں چه جورو جفا کنی هیهات

افسوس کہ تو خدا سے جنگ کر رہا ہے یہ کیا ظلم و جفا کر رہا ہے۔ تجھ پر افسوس!

از پئے خلق وننگ ونام ورسوم
تافتی رُو زِ حضرتِ قیوم

تو نے مخلوقات ننگ و ناموس اور رسوم کی خاطر اپنا منہ قیوم کی بارگاہ سے پھیر رکھا ہے

رُو بدوکن که رُو رُخِ یار است
همه رُوها فدائے دلدار است

اپنا منہ اس کی طرف کر کہ اسی کا چہرہ تو اصل چہرہ ہے سارے چہرے اس دلدار پر سے قربان ہیں

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۸)

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

〈عبدالباسط شاهد〉

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی موعود اقوام عالم ہیں اسی وجہ سے آپؑ مسیح تھے۔ مہدی تھے۔ آپ ہندوؤں کے اوتار تھے۔ سکھوں کے گرو تھے۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے ماننے والے جس موعود کے منتظر تھے آپؑ اس کے مصداق اور ان خبروں کو پورا کرنے والے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذاتی اور طبعی طور پر خلوت پسند تھے آپؑ کو جاننے والے بخوبی جانتے ہیں کہ آپؑ کا دلچسپ مشغلہ دینی کتب کا مطالعہ اور عبادت تھی اس کے علاوہ آپؑ کو دنیا کے کاموں یا شہرت کی ہرگز کوئی خواہش نہ تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ مَیں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح بن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں ...... میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ مَیں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟" (حقیقۃ الوحی ص149)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

مجھ کو بس ہے وہ خدا عہدوں کی کچھ پرواہ نہیں
ہو سکے تو خود بنو مہدی بحکم کردگار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف دعاوی کا یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ ان دعاوی کی وجہ سے عام ردّعمل کیا تھا۔ دعویٔ مسیحیت کی وجہ سے سب سے پہلے تو مسلمان علماء آپ سے ناراض ہوئے کیونکہ ان کا روایتی عقیدہ تو یہ تھا کہ مسیح زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں وہ آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے آسمان سے نازل ہوں گے۔ ان کا نزول دمشق کے سفید مینار پر ہوگا اور وہاں سے نیچے آنے کیلئے وہ سیڑھی استعمال کریں گے جو امام مہدی یا علماء کرام مہیا کریں گے۔

عیسائی دنیا بھی اس دعویٰ سے ناراض ہوگئی۔ انجیل کی رو سے مسیح نے آسمان سے چوروں کی طرح چپکے سے آنا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے تخت پر قبضہ کر کے اپنی زندگی کے پہلے دور کی زیادتیوں کا انتقام لینا تھا۔

امام مہدی کے دعویٰ سے بھی مسلمانوں کی ناراضگی میں اور اضافہ ہوا کیونکہ امام مہدی تو بنی فاطمہ سے امام حسن یا امام حسین کی اولاد سے ہونے تھے ان کی آمد سے حضرت علیؓ سے لیکر باقی تمام آئمہ کرام پر ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ لینے کا وقت آنا تھا۔ ان کی آمد مسلم حکومت کے قیام کا ذریعہ وباعث تھی انہوں نے دنیا میں مال و دولت تقسیم کرنا تھی۔ اس طرح علماء کرام کو مال و دولت اور حکومت میں حصہ ملنا تھا اور پھر دین اسلام کو اس طرح بھی غلبہ اور فتح ملنی تھی کہ ان کے سانس کی برکت سے تمام کافر ہلاک ہو جانے تھے اور ظاہر ہے کہ جب کافروں کا وجود ہی دنیا سے ختم ہو گیا تو حکومت اور غلبہ تو اسلام کا ہی ہوتا اور علماء کرام کی خوب قدر و منزلت ہو جاتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "ست بچن" میں یہ تحقیق پیش فرمائی کہ حضرت بابا نانکؒ جو سکھ مذہب کے بانی سمجھے جاتے ہیں وہ ایک مسلمان بزرگ تھے۔ وہ نماز پڑھتے ۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور بڑی عقیدت و احترام سے حج کرنے کے لئے حرم شریف بھی گئے۔ حضورؑ کی اس تحقیق یا دعویٰ سے قادیان کے ماحول میں مخالفت میں تیزی آگئی۔ اور سکھوں نے اس امر کو حضرت بابا نانکؒ اور سکھ مذہب کی توہین سمجھا۔

ان باتوں سے جو صورتحال سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں اس زمانہ میں عیسائی حکومت تھی۔ اور غیر ملکی عیسائی حکومت کی وجہ سے مسیحیت کے مدعی کی کامیابی کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ اس کا مطلب تو یہ نکلتا تھا کہ حضرت مسیح جو عیسائیوں کے نزدیک خدا یا خدا کا بیٹا ہیں وہ وفات پاچکے ہیں۔ آسمان پر نہیں گئے۔ آسمان سے نہیں آئیں گے اسطرح باقی تمام فتوحات اور کامیابی بھی معرض خطر میں پڑ گئیں۔ عیسائی حکومت کی وجہ سے عیسائی پادریوں کے حوصلے بہت بڑھے ہوئے تھے اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ وہ عیسائیت کو ہندوستان میں غالب کرنے کے بعد حرمین پر صلیب کا جھنڈا لہرانے کے خواب دیکھ رہے تھے مگر حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے ان کو لینے کے دینے پڑ گئے اور وہ اس فکر میں پڑ گئے کہ اگر حضرت مسیح موعود کی وفات ثابت ہو جاتی ہے تو تمام عیسائی عقائد خیالات اور عیسائی تاریخ باطل ہو جاتی ہے اور روایتی عیسائیت کے لئے دنیا میں کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ عیسائی حکومت اور عیسائی دنیا میں غم و غصہ کا ردعمل خوب سمجھ میں آتا ہے۔

مسلمان علماء بھی مسلمانوں کو خوب اچھی طرح یہ سمجھا چکے تھے کہ ان کی کایا پلٹنے کے لئے مسیح و مہدی آنے والے ہیں ان کے آنے سے ہماری سستی اور بدعملی کے سب بداثرات از خود ختم ہو جائیں گے۔ کافروں کی ترقی اور خوشحالی کا ہی خاتمہ نہیں ہو جائے گا بلکہ کوئی کافر باقی ہی نہیں بچے گا۔ دنیا کی ترقیات دنیا کے خزانے، عالمی حکومتیں سب ہمارے قدموں میں ہوں گی۔ ظاہر ہے یہ خیالی باتیں اور طلسم ہوش ربا کی حقیقت معلوم ہونے پر علماء جس قدر برافروختہ ہوں وہ کم ہیں۔

اس تناظر میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اگر کوئی شہرت پسند اور جاہ طلب انسان ہو اور وہ دنیوی فوائد اور منافع حاصل کرنے کے لئے از خود کوئی

پروگرام بنائے تو وہ کبھی بھی ایسی کوئی بات نہیں کرے گا جس سے حکومت اور عوام اس کے خلاف ہو جائیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از خود کوئی دعویٰ نہیں کیا بلکہ آپ نے وہی کہا جو خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا اور آپؑ نے وہی کہا جو قرآن مجید اور احادیث کے مطابق تھا اور آپؑ نے وہی کہا جو قرآن مجید اور احادیث کی عظمت و شان کو ثابت کرنے والا تھا اور آپؑ نے ان باتوں اور عقائد کی تردید کی جو قرآن، حدیث اور علم و عقل کے خلاف تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"......اے لوگو تم خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہیں جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے اس کے مزاحم مت بنو۔ تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے ہرگز طاقت نہیں اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی طاقت نہ تھی۔ خدا اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے اور زمین ضرورت بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے...... کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت ہے آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانے کے اندھے اب تک بے خبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔" (کتاب البریہ صفحہ 325-331)

بقیہ از صفحہ ۱۲: مہمان نوازی

کثرت سے یہاں صرف اس لئے آتے ہیں کہ وہ چند دن خلیفۂ وقت کے قدموں میں گذاریں، ان کے فیض سے فیضیاب ہوں۔ وہ لوگ دور دراز کے سفر کر کے یہاں آتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق آپؑ کی ہدایت کو مد نظر رکھتے ہوئے خندہ پیشانی سے انہیں ملیں۔ ان کی خدمت کو ایک اعزاز سمجھیں۔ ہماری یہ کوشش ہو کہ ہر ایک واپسی پر اس قیام کی حسین یادیں لے کر واپس لوٹے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بارے میں خود لکھا ہے کہ

لفاظات الموائد کان أکلی

فصرت الیوم مطعام الاھالی

ایک وقت تھا کہ میرا کھانا دستر خوان کا پس خوردہ تھا اور آج خدا کے فضل کو دیکھو کہ بڑے بڑے لوگ میرے دستر خوان سے کھاتے ہیں۔

وہ دستر خوان جس کا آغاز مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا۔ آج وہ ملکوں اور شہروں میں پھیل چکا ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے لطف دنیا لے رہی ہے۔ ہر ملک میں اس لنگر خانہ کی شاخیں کام کر رہی ہیں جس کا آغاز مسیح پاک علیہ السلام نے قادیان کی گمنام بستی سے کیا۔ یہ برکتیں اس وقت تک ہمارے ساتھ رہیں گی جب تک ہم آپؑ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے مہمان نوازی کے حق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ اور ان فضلوں کا وارث بنائے جو مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آمین

مجلس انصار اللہ کے تحت گلاسگو میں سالِ نو کا آغاز

۳۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء کی رات جب گلاسگو شہر کے باسی "نیو ایئر نائٹ" کی ہنگامہ خیز تقاریب سے تھک ہار کر خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے تو مجلس انصار اللہ گلاسگو کے تحت انصار، خدام، لجنہ اور اطفال سالِ نو کا آغاز باجماعت نماز تہجد و فجر سے کرنے کے لئے مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو کی طرف رواں دواں تھے۔ جن کے پاس سواری کی سہولت نہ تھی، وہ 31 دسمبر کی رات کو ہی مسجد میں قیام پذیر ہو گئے تا کہ نماز تہجد میں بروقت شامل ہو سکیں۔

پیارے خدا کی حمد و ثنا اور اجتماعی دعا سے سالِ نو کے آغاز کا اہتمام مجلس انصار اللہ گلاسگو نے کیا، جس میں تمام احباب جماعت کو شامل ہونے کی دعوت دی گئی، اور احباب نے بھرپور جذبہ کے ساتھ اس پروگرام میں شرکت کی۔ اکثر احباب صبح چھ بجے ہی مسجد میں پہنچ گئے اور نوافل و تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو گئے۔ باجماعت نماز تہجد مکرم نوید جنجوعہ نائب قائد خدام الاحمدیہ گلاسگو نے پڑھائی، جس کے بعد خاکسار نے قرآن کریم کی سورۃ المزمل پر درس دیا جس میں سورت کی تلاوت کے بعد اس کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ پیش کیا اور شب بیداری کی عبادت کی فضیلت بیان کی۔ نیز مجلس انصار اللہ گلاسگو کو سال نو کے آغاز پر اس بابرکت تقریب کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور حاضرین کو بتایا کہ اس طریقہ سے گلاسگو میں نیو ایئر منانے کی ایک نئی روایت قائم ہو رہی ہے۔

درس کے بعد مکرم ڈاکٹر تنویر عارف صاحب صدر جماعت گلاسگو کی امامت میں نماز فجر ادا کی گئی۔ بعد ازاں مجلس انصار اللہ گلاسگو کے تحت تمام حاضرین کے لئے ناشتہ کا انتظام کیا گیا تھا جس کے بعد یہ روحانی مجلس، جماعت اور احباب جماعت کے لئے ہر لحاظ سے نیا سال مبارک ہونے کی دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ مجموعی طور پر حاضرین کی تعداد 87 تھی۔

تزکیہ نفس کیلئے سب سے مؤثر نسخہ شب بیداری اور تہجد کی ادائیگی ہے بالخصوص یورپین ممالک میں سردیوں کی صبح بیدار ہونا اگرچہ مشکل کام ہے لیکن اس طرح کی اجتماعی عبادات کے پروگرام افراد کی روحانی ترقی کیلئے بہت مد ثابت ہوتے ہیں۔ اور ایسے احباب بھی ان کی روحانی لذت سے فیض اٹھا سکتے ہیں جو روز مرہ مصروفیات کی وجہ سے عموماً نماز تہجد ادا نہیں کر پاتے۔

(رپورٹ: عبدالغفار عابد۔ ریجنل ناظم)

اردو منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس ہو یہ کاروبار
بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کے گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار
کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار
یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

اعجاز مسیحائی

(محمود احمد ملک)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی میں ظہور پذیر ہونے والے بے شمار معجزات ایسے ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا خدا تعالیٰ سے پیار کا ایک ایسا تعلق تھا جس کی وجہ سے آپؑ کی دعا اور توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص برکت عطا کی جاتی تھی اور آپؑ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ خدائی فیصلہ بن کر بڑی شان سے پورا ہوا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے مبارک وجود کے ذریعہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کے وہ ہزاروں معجزات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئے جو ایک زمانے سے دنیا کی نظروں سے پوشیدہ چلے آرہے تھے اور اکثر محض قصوں اور کہانیوں کی صورت اختیار کر چکے تھے۔

چنانچہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہی پاک وجود تھا جس نے آنحضرت ﷺ کو زندہ نبی اور آپؐ کے دور کو قیامت تک قائم رہنے والا دور ثابت کیا اور یہ اعلان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے جن اعجازی نشانات سے آپؑ کو سرفراز فرمایا ہے وہ دراصل آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ہی ایک تسلسل ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے سارے معجزات کو آنحضرت ﷺ کا محض ایک نشان قرار دیا ہے اور اپنی تحریرات میں بارہا آنحضرت ﷺ کو زندہ نبی بیان کرتے ہیں:۔

"اگر کوئی نبی زندہ ہے تو وہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہی ہیں...... ایک یہ بات ہے کہ زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے جس کے برکات اور فیوض ہمیشہ کے لئے جاری ہوں" (الحکم ۱۷ر فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

آپؑ مزید بیان فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی بھاری ایک دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱)

نیز آپؑ نے یہ دعویٰ بھی فرمایا کہ:۔

"میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے...... چنانچہ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۸)

اگر ہم مذکورہ بالا تحریرات کے پس منظر میں آنحضرت ﷺ کے اِس عظیم الشان نشان یعنی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حیات مبارکہ اور آپؑ کے وجود کی برکت سے ظہور میں آنے والے بے شمار معجزات پر نظر دوڑائیں تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا نتیجہ نکالا ہی نہیں جاسکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی محض اسلام کی عظمت کو ثابت کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مشغول اور ہمہ وقت مصروف ایک بے خوف مجاہد اور محمد رسول اللہ ﷺ کی فوج کے عظیم سپہ سالار کے طور پر گزری ہے اور آپ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے والا محوِ حیرت ہو جاتا ہے کہ آپؑ کے معجزات کا تعلق خدا تعالیٰ کی عظمت کے اعلان سے بھی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کے اظہار سے بھی، قبولیت دعا سے بھی ہے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں سلطان القلم کا اعزاز پانے سے بھی، معاندین کو للکار کر ناکام و نامراد کرنے سے بھی ہے اور اپنے مخلصین و محبین کے ساتھ شفقت و محبت کے بے پایاں اظہار سے بھی ...... اور یہ معجزات و کمالاتِ قدسیہ اس کثرت، تواتر اور شان سے ظہور پذیر ہوئے کہ ہر ایک طرح کے معجزات پر بلاشبہ ضخیم کتب رقم کی جاسکتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کی برکت سے ظہور میں آنے والے ایسے سینکڑوں روح پرور واقعات میں سے ہم چند ایک کو ذیل میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن سے حضرت اقدسؑ کی اس للّٰہی محبت کا اظہار بھی ہوتا ہے جو آپؑ کو اپنے غلاموں سے تھی۔ یعنی وہ غلام جنہوں نے محض خدا کی خاطر دنیاوی آسائشوں کو ترک کر کے آپؑ کے در پر دھونی رمانے کو قابل فخر سمجھا تھا لیکن اسی در کی غلامی کی برکت سے خدا تعالیٰ نے دینی و دنیاوی دولتوں سے انکی جھولیاں بھر دیں۔

حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کا شمار سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے عشاق میں ہوتا ہے جو دعویٰ مسیحیت سے پہلے ہی حضرت اقدسؑ سے عقیدت مندانہ تعلقات استوار کر چکے تھے۔ آپؓ سب سے پہلے ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان کسی وقت اپنے استاد حضرت حافظ محمد جمیل صاحبؓ کے ساتھ قادیان تشریف لائے تھے جنہیں حضور علیہ السلام نے قرآن کریم سنانے کے لئے بلایا تھا۔ قادیان سے واپس جاکر آپؓ خطرناک پیچش سے علیل ہوگئے اور جلد ہی دوبارہ قادیان آگئے جہاں حضرت اقدس علیہ السلام کے علاج اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپؓ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت کو اپنا شعار بنالیا تو حضور علیہ السلام نے آپؓ کی تنخواہ ایک روپیہ مقرر فرمائی۔ حضرت حافظ صاحبؓ فرمایا کرتے تھے "اس ایک روپیہ میں میں نے جو برکت دیکھی ہے اس کے بعد کی زندگی میں بڑی بڑی ملازمتوں میں بھی اس برکت کو نہ پایا......"

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے ایک برادر اصغر حضرت منشی زین العابدین صاحبؓ اندازاً ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے اور آپؓ کو بھی دعویٰ سے قبل ہی حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں شرفِ باریابی حاصل ہوتا رہا۔ آپؓ کی

منگنی ہو چکی تھی جو آپؓ کے احمدیت کی طرف میلان کے باعث ٹوٹ گئی۔ پھر آپؓ کی پھوپھی نے اپنی بیٹی کا رشتہ آپؓ کے لئے پیش کیا تو آپؓ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لڑکی کے سارے حالات عرض کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ وہ بچپن میں مٹی کھایا کرتی تھی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ جو عورتیں بچپن میں مٹی کھاتی ہیں وہ فطرتاً کمزور ہوتی ہیں اور ان کی اولاد بھی کمزور ہوتی ہے۔ لیکن جب آپؓ نے اصرار کے ساتھ حضورؑ سے اجازت چاہی تو فرمایا "کرلو، لیکن اولاد کمزور ہوگی"۔ چنانچہ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ویسا ہی ہوا جیسا حضورؑ نے فرمایا تھا اور بیوی کو اٹھرا کی بیماری تھی اور یکے بعد دیگرے چار لڑکے فوت ہوگئے، علاج سے بھی افاقہ نہ ہوا تو میں نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا حال عرض کر کے کہا کہ غریب آدمی ہوں اور علاج نہیں کرواسکتا۔ حضورؑ نے دریافت فرمایا "پھر کیا چاہتے ہو؟"۔ عرض کیا "آپؑ دعا کریں"۔ اِس پر حضورؑ دروازہ پر ہی کھڑے ہوگئے اور ظہر سے عصر کی اذان تک رو رو کر دعا کی، آنسو داڑھی مبارک سے ٹپکتے رہے اور میں تھک کر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا رہا اور سوچنے لگا کہ میں نے آپؑ کو اس قدر کیوں تکلیف دی۔ اگر اولاد نہ ہوتی تب بھی کوئی حرج نہیں تھا مگر آپؑ کو اتنی تکلیف ہر گز نہیں دینی چاہئے تھی۔ آپؑ نے دعا ختم کی اور فرمایا کہ اٹھرا کی بیماری دُور ہو گئی ہے۔ اِس حمل میں لڑکا ہوگا، آپکی بیوی اور بچے کی شکل مجھے دکھائی گئی ہے۔...... چنانچہ حضورؑ کی دعا کے بعد سے کوئی بچہ فوت نہیں ہوا اور ۴ لڑکے اور ۳ لڑکیاں ہیں"۔

پس یہ تھا حضرت اقدسؑ کا اعجاز دعا اور اپنے غلاموں کے لئے آپؑ کی شفقت۔ یقیناً آپؑ کی شفقت ایک مادرِ مہربان سے زیادہ تھی اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی آپؑ کی عاجزانہ راہیں اور گریہ وزاری اتنی پسندیدہ تھی کہ اکثر مواقع پر دعا کرتے وقت ہی قبولیت کی اطلاع مل جایا کرتی تھی۔ حضرت منشی زین العابدین صاحبؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شدید کھانسی کی حالت میں قادیان آکر حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ چھ ماہ سے کئی علاج کروائے ہیں لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ آپؑ اُس وقت کمرے میں ٹہل رہے تھے، پوچھا "امیرانہ علاج کرانا ہے یا غریبانہ"۔ عرض کیا جیسے مناسب سمجھیں۔ فرمایا "زمیندار بالعموم غریب ہی ہوتے ہیں، اچھا آپ علاج کے لئے کتنے پیسے لائے ہیں؟"۔ عرض کی پانچ روپے۔ فرمایا "لاؤ"۔ میں نے دے دیئے۔ فرمایا "جاؤ اب آپؑ کو کبھی کھانسی نہ ہوگی"۔ میں نے بے تکلفی سے عرض کیا "کیا آپؑ کے پاس کوئی جادو ہے؟"۔ فرمایا "میں جو کہتا ہوں اب بیماری نہیں ہوگی"۔ پھر حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ سے فرمایا "گاؤں کے لوگوں کو تسلّی نہیں ہوتی جب تک ان کو دوا نہ دی جائے"۔ پھر دھیلے کی ملٹھی، دھیلے کی الائچی اور دھیلے کا منقہ منگوایا اور خود گولیاں بنا کر دیں اور پانچ روپے بھی مجھے دیتے ہوئے فرمایا "آپ کی کھانسی تو دور ہو چکی ہے ان پانچ روپوں کا گھی استعمال کرو موٹے بھی ہو جاؤ گے"۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ حضرت پیر صاحبؓ کا خاندان نسل در نسل گدی نشین چلا آرہا تھا۔ بچپن سے ہی آپؓ کو عبادات کا ایسا شوق تھا کہ کئی سال تک روزانہ قرآن شریف ایک بار ختم کیا، بے شمار وظائف کیئے۔ آپؓ کو حضرت اقدسؑ سے ۱۸۸۲ء سے تعلق خاطر تھا اور بیعت سے قبل بھی حضورؑ کے ہر دعویٰ کو قبول کرنے کی آپ نے بلاتردّد توفیق پائی تھی۔ ۲۳؍دسمبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کی سعادت حاصل کی اور اپنے سلسلہ پیری مریدی کو خود ختم کردیا۔ ستمبر ۱۸۹۹ء میں ہجرت کر کے قادیان آبسے۔ آپؓ حضورؑ کی تحریرات کی نقول تیار کرتے اور خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دیتے۔ سفر و حضر میں حضورؑ کی مصاحبت میں رہا کرتے۔ قادیان کے ساتھ دارالامان لکھنے کی تجویز آپؓ نے ہی پیش کی تھی۔ جماعت کا نام ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے موقعہ پر "احمدی" رکھنے کی تجویز بھی آپؓ ہی کی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب پیشگوئی "پسر موعود" کا اعلان فرمایا تو حضرت صاحبزادہ صاحب کو اُس کے نشانِ صداقت کے طور پر گواہ بنایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ بھی دکھایا اور آپؓ اِس نشان عظیم کے عینی شاہد بنے۔ ایک بار آپؓ کو نزلہ کی ایسی شدید شکایت ہوئی کہ چار برس تک ختم نہ ہوئی۔ دودھ پینا اور خوشبو سونگھنا تو زہر بن جاتا۔ ایک روز بعد نماز عشاء مسجد مبارک کی شہ نشین پر حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ حضورؑ نے دودھ طلب فرمایا اور ایک گھونٹ پی کر گلاس حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا "پی لو"۔ آپؓ نے اپنی بیماری کا عرض کیا تو فرمایا "خیر پی بھی لو، کاہے کا زکام وکام"۔ آپؓ نے سارا گلاس پی لیا اور آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اُس کے بعد کبھی نزلہ نہیں ہوا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق خدام میں سے ایک نام حضرت منشی اروڑے خانصاحب رضی اللہ عنہ کا ہے جو ۱۸۴۶ء میں کپورتھلہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم مکتبوں میں حاصل کی۔ ۱۸۸۹ء میں آپؓ نے لدھیانہ پہنچ کر گیارھویں نمبر پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ آپؓ اپنی زندگی کی تمام ترقیات کی وجہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خاص دعا کو قرار دیا کرتے تھے گویا کہ آپؓ کی دنیاوی ترقیات محض حضرت اقدس علیہ السلام سے محبت اور عقیدت کا مونہہ بولتا ثبوت تھیں۔ حضرت منشی صاحبؓ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی سے آپؓ کو چوب کاری کے کام پر لگا دیا گیا لیکن اسی دوران والد کی وفات ہوگئی تو آپؓ نے کچھ مزید آمد پیدا کرنے کے لئے کچہری میں مذکوریا کا کام شروع کردیا۔ بعد ازاں آپؓ چپڑاسی، پھر خواندہ چپڑاسی اور پھر ترقی پا کر اہلمد مقرر ہوئے۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کا ذکر 'ازالہ اوہام' میں فرمایا تو آپؓ نقشہ نویس تھے جس کے بعد 'سر رشتہ دار' بنائے گئے اور پھر اپنی دیانت، محنت اور لگن سے ترقی کرتے ہوئے نائب تحصیلدار اور پھر تحصیلدار کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۱۴ء میں بوقتِ پنشن آپؓ ریاست کپورتھلہ کی تحصیل بھنگوال میں تحصیلدار تھے۔ پنشن پانے کے بعد آپؓ قادیان میں ہی آبسے اور ہمیشہ اپنی آمد میں سے ایک حصہ رکھ کر باقی ساری خدمت سلسلہ میں پیش کر دیتے تھے۔ آپؓ بہت

خوبصورت اور صحتمند تھے اور ملازمت کے زمانہ میں عمدہ لباس زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ قادیان آنے کے بعد آپ کا لباس بہت سادہ ہو گیا۔ ذرا غور کیجئے کہ ایک ایسا شخص جس نے ملازمت کا آغاز مدرس کوریا کی حیثیت سے کیا تھا وہ مسیح زماں کی دعاؤں کی برکت سے تحصیلدار جیسے معزز عہدہ پر فائز ہوا۔

اعجازی شفاء کا ایک واقعہ تاریخ احمدیت میں اس شان کے ساتھ محفوظ ہے کہ جس کا ذکر پڑھنے اور سننے والوں کو ہر بار ایک نئی لذت عطا کرتا ہے۔ حضرت عبدالکریم صاحبؓ ایک ایسے نوجوان تھے جو دین اسلام کا علم حاصل کرنے کے لئے بہت دور کے علاقے سے قادیان تشریف لائے تھے۔ زمانہ طالبعلمی کے دوران ایک باؤلے کتے کے کاٹنے سے ان میں بھی بیماری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ اُس زمانے میں کسولی کے مقام پر ایسے مریضوں کا علاج کیا جاتا تھا اور وہاں کا شفاخانہ ایسے علاج کے لئے پورے ہندوستان میں شہرت رکھتا تھا۔ لیکن جب مریض کی علامات بیان کر کے کسولی تار دی گئی تو ڈاکٹروں کی طرف سے یہ مایوس کن جواب موصول ہوا "Nothing can be done for Abdul Karim" یعنی اِس حالت میں اب علاج کارگر نہیں ہوگا۔ جب یہ کیفیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی تو حضورؑ نے اپنے غلام کی معجزانہ شفایابی کے لئے نہایت گریہ و زاری سے اپنے رب کے حضور دعا شروع کر دی۔ ...... اور احیائے موتیٰ کا مسیحی اعجاز ایک بار پھر دنیا میں ظاہر ہوا اور قادر مطلق نے اپنے ایک عاجز بندے کی گریہ وزاری کو قبول فرماتے ہوئے دنیا کی نظروں میں لاعلاج مریض کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ہمارا خدا قادر و توانا خدا ہے اور اپنے دین کے لئے اور اپنے بندوں کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والا خدا ہے۔ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۸ء میں آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت عطا ہوئی۔ آپؓ کی اہلیہ اول شادی کے چار سال بعد وفات پا گئیں جبکہ اہلیہ ثانی کے بارے میں متعدد ڈاکٹروں اور حکیموں کی متفقہ رائے تھی کہ وہ اولاد سے محروم رہیں گی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جب ارتداد اختیار کیا تو حضرت مسیح موعودؑ کو مقابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہا کہ "قدرت اللہ کے لئے بے شک دعا کریں اس کے اولاد نہیں ہوگی"۔ اس پر حضور علیہ السلام نے دعا کی اور حضرت مولوی صاحبؓ کو لکھوایا "اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکو گے"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چودہ بچے عطا کئے جن میں سے پانچ کو وہ سنبھال نہ سکے اور باقی نو بچے خدا کے فضل سے زندہ رہے اور بڑھے پھولے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی چونکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف اور اس کے دین کی خاطر فنا تھی اس لئے بارہا یہ نظارے دیکھنے میں آئے کہ آپؑ کے دینی امور کی سرانجام دہی کے لئے دنیا کے معمولات تبدیل کر دیئے جاتے۔ حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ (مرہم عیسیٰ) بیان کرتے ہیں کہ ہم چار پانچ دوست ہر ہفتہ قادیان جاتے اور بٹالہ سے قادیان کا فاصلہ (۱۲ میل) اگر یکہ نہ ملتا تو پاپیادہ طے کرتے۔ ایک بار جب حضورؑ سے واپسی کی اجازت چاہی تو فرمایا کہ انتظار کریں، میں ایک اہم کتاب لکھ رہا ہوں۔ دو بار یاد دہانی کروانے پر بھی یہی جواب ملا تو ہم نے سوچا کہ اب تو ہماری گاڑی بٹالہ سے نکل چکی ہوگی۔ قریباً تین گھنٹے بعد حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے اور اپنی کتاب کا مسوّدہ دے کر فرمایا کہ جلد واپس جائیں اور فلاں شخص کو دے کر جلد چھاپنے کی تلقین کریں۔ ہمیں یقین تھا کہ گاڑی تو بٹالہ سے کبھی کی نکل چکی ہوگی لیکن چونکہ اطاعت امام کا پاس تھا اس لئے جوتیاں اتار لیں اور حتی المقدور دوڑتے ہوئے بٹالہ پہنچے۔ سٹیشن پر گاڑی کھڑی نظر آئی۔ پتہ چلا کہ انجن خراب ہو جانے کی وجہ سے اب تک روانہ نہیں ہو سکی۔ چنانچہ زندہ خدا نے ریل گاڑی اُس وقت تک نہ چلنے دی جب تک مسوّدہ بردار اس میں سوار نہ ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مبارکہ میں بہت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جب حضورؑ نے کسی سائل کے اس کی زبان سے اظہار کرنے سے پہلے ہی اس معاملے میں تسلی فرمادی جو سائل کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت منشی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ جب پہلی بار وہ قادیان تشریف لائے تو حضرت مسیح موعودؑ مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے اور آپؑ کی مجلس میں کئی نامور علماء اور بزرگ تشریف رکھتے تھے۔ حضرت منشی صاحبؓ نے بڑی محبت کے ساتھ حضورؑ کے کندھے دبانے شروع کئے تو یہ خیال آیا کہ "محمد دین کہاں تو ایک دیہاتی اور معمولی پٹواری اور کہاں یہ اتنے بڑے باخدا عالم! میں اس محبوب وجود کے علم و عرفان سے کہاں مستفید ہو سکتا ہوں؟"۔ (یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؓ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی، اور فرمایا کہ) "میرے دل میں خیال پیدا ہوا ہی تھا کہ حضرت اقدسؑ نے سلسلہ کلام بند کر کے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: "منشی صاحب! **اتقوا اللّٰہ یعلمکم اللّٰہ**"۔ یعنی متقی بن جاؤ علم خود بخود ہی آ جائیگا"۔

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء میں جب پہلی بار آپؓ اپنے استاد حضرت مولوی امام الدین صاحبؓ کے ہمراہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زیارت کرنے کے لئے قادیان حاضر ہوئے تو حضورؑ اُس وقت مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔ آپؓ مسجد کے زینہ پر نذرانہ نکالنے کے لئے چند منٹ کے لئے رُکے تو اسی اثناء میں حضرت مولوی امام الدین صاحبؓ مسجد میں داخل ہو چکے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی صاحبؓ سے فرمایا "وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا اُس کو بلاؤ"۔ چنانچہ وہ واپس لوٹے اور حضورؑ کا پیغام حضرت مولوی راجیکی صاحبؓ کو دیا۔

یہ جو کسی نے کہا ہے کہ "نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"، اس کی بے شمار مثالیں حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مبارکہ میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لدھیانہ میں عارضی قیام

کے دوران مولوی غلام نبی صاحبؓ نے لدھیانہ پہنچ کر حضورؑ کے خلاف وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک روز اسی کوچہ سے جہاں حضورؑ قیام فرما تھے مولوی صاحب مع جمِ غفیر کے گزر رہے تھے کہ اتفاقاً حضور علیہ السلام سے آمنا سامنا ہو گیا۔ حضورؑ نے سلام کر کے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو مولوی صاحب نے فوراً ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور ساتھ ساتھ چلتے ہوئے مکان میں اندر آکر حضور علیہ السلام کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب نے اپنی تسلی کرنے کے بعد بیعت کر لی اور باہر جلوس کو کہلا بھیجا کہ میں نے حق کو پا لیا ہے۔...... جلوس سے کافر، کافر کا شور بلند ہوا اور لوگ مولوی صاحب کو گالیاں دیتے ہوئے منتشر ہو گئے۔ بیعت کے بعد حضرت مولوی صاحبؓ نے خدمت اقدس علیہ السلام میں عرض کی کہ حدیث کے حکم کے مطابق میں آپؑ کو آنحضور ﷺ کا سلام پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپؓ نے مولویوں کو مباحثہ کے انعامی چیلنج بھی دیئے لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کتب میں حضرت مولوی صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ کو دقیق فہم اور حقیقت شناس قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اعجازی کرامت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت منشی برکت علی صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک اٹھ کر سیڑھیوں سے اتر کر ڈھاب کی طرف تشریف لے گئے۔ دو تین احباب بھی ہمراہ تھے جنہوں نے بتایا کہ ڈھاب میں پانی بہت تھا، لڑکے نہا اور کھیل رہے تھے اور ایک لڑکا ڈوبنے کو تھا کہ حضورؑ نے ہاتھ بڑھا کر اسے باہر نکال لیا اور واپس آکر مجلس میں تشریف فرما ہو کر بات چیت میں مشغول ہو گئے۔

اولیاء اللہ کی زبان سے نکلی ہوئی باتیں خدا تعالیٰ کس شان سے پوری فرماتا ہے اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۸۶۸ء میں رامپور میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے بھائیوں "علی برادران" نے ہندوستان کے ممتاز مسلم راہنماؤں کے طور پر خوب نام پیدا کیا۔ ۱۸۸۸ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکتوب مسٹر الیگزینڈر سفیر امریکہ کے نام پڑھا اور ۱۹۰۰ء میں 'ازالہ اوہام' کے مطالعہ کے بعد بیعت کا خط لکھ دیا۔ آپؓ مئی ۱۹۰۲ء میں پہلی بار حضرت اقدسؑ کی خدمت میں قادیان حاضر ہوئے۔ ایک روز حضورؑ نے سیر کے وقت 'نواں پنڈ' کی طرف جا کر آپؓ سے فرمایا "آپ دیکھیں گے کہ یہاں تک (قادیان کی) آبادی آجائیگی"۔ یعنی قادیان کی آبادی وہاں تک پہنچے گی اور یہ حضرت خانصاحبؓ کی زندگی میں ہی ہو گا۔ اس ایک فقرے میں کئی پیشگوئیاں تھیں جو کمال شوکت سے پوری ہوئیں اور آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے اتنی لمبی زندگی عطا فرمائی کہ آپؓ نے قادیان کی آبادی کو اس مقام تک پھیلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ آف ہرسیاں بیان کرتے ہیں جنہیں ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد انہیں خواب میں اُن کی عمر ۴۵ سال بتائی گئی۔ آپؓ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا کہ میرا تو خیال تھا کہ احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہونے والی ہیں انہیں دیکھوں گا مگر مجھے خواب آئی ہے کہ میری عمر صرف ۴۵ سال ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں شاید وہ ۴۵ کو ۹۰ کر دے۔ چنانچہ جب آپؓ ۱۹۵۶ء میں فوت ہوئے تو آپؓ کی عمر ۹۰ برس تھی۔

حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے نانا تھے) کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے قبل بھی خدمت اقدسؑ میں بار بار حاضر ہونے کی سعادت حاصل کیا کرتے اور صحبت سے فیضیاب ہوا کرتے تھے۔ آپؓ نے ۱۰ مارچ ۱۸۹۰ء کو ۱۸۱ ویں نمبر پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپؓ کے ایک صاحبزادے حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کو غانا میں ربع صدی تک دعوت الی اللہ کی سعادت بھی عطا ہوئی۔...... حضرت حافظ صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کمزوری نظر کی شکایت لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؓ نے معائنہ کر کے فرمایا کہ شاید موتیا اترے گا۔ میں نے بہت پریشانی میں حضورؓ کا رقعہ لے کر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب سے بھی آنکھوں کا معائنہ کروایا۔ سب نے ہی کہا کہ پانی اترے گا۔ تب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضری دی اور تمام حال عرض کیا۔ حضورؑ نے فرمایا ٹھہرو اور اسی وقت الحمدللہ پڑھ کر آنکھوں میں پھونک دی اور دست مبارک پھیر کر فرمایا کہ میں دعا کروں گا۔...... اس کے بعد نہ وہ موتیا اترا اور نہ وہ کم نظری رہی۔

لیکن یہ امر ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ یہ خوارق عادت معجزات صرف زمانہ ماضی سے ہی تعلق نہیں رکھتے بلکہ اِن کا ظہور جس طرح پہلے ہو رہا تھا اسی طرح آج بھی اور آئندہ بھی ہر دور میں قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ یہ معجزات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہی کا ایک تسلسل ہے جن کا زمانہ قیامت تک جاری و ساری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اُس نور پر فدا ہوں، اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں، بس فیصلہ یہی ہے!
سب ہم نے اُس سے پایا، شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا، وہ مہ لقا یہی ہے!

ان معجزات و کرامات کی لذت سے آشنا ہونے کے لئے ایک ایسے پُر سوز دل کا میسر آنا ضروری ہے جو اپنا سب کچھ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر قربان کرنے کے لئے بے قرار ہو تا کہ اسے وہ چشم بینا عطا کی جائے جو اِس دور میں مسیح محمدی کی سپاہ کے اس سالار کو پہچان سکے جو آج اسلام کی فتح کے نظارے اپنی روحانی آنکھ سے دیکھ رہا ہے اور اس کی ہر منزل اسلام کی عظیم الشان فتح کی جانب ایک مضبوط قدم ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(رشید احمد ارشد)

دنیا کی تاریخ میں عشق و محبت کی داستانیں ہر طرف بکھری پڑی ہیں۔ ہجر و وصال کے تذکرے بھی کچھ کم نہیں۔ محبوب و معشوق کی مدح و توصیف میں بھی بہت کچھ لکھا گیا اور کہا گیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس رنگ میں اور جس طرح اپنے محبوب محمد ﷺ کا ذکر فرمایا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ آپؑ نے صرف ذکر ہی نہیں فرمایا بلکہ آپؑ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک ایک لمحہ اس کا گواہ بن گیا کہ وہ محبت اور عشق جو آپ نے حضرت محمد عربی ﷺ سے کیا وہ لازوال اور لافانی ہے۔ اس داستانِ عشق و وفا میں کبھی ہمیں حضرت محمد ﷺ کے حسن و احسان کا تذکرہ ملتا ہے تو کبھی آپؐ کے عالی مقام اور اخلاقِ کریمانہ کا نور دکھائی دیتا ہے۔ کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور ﷺ کی قوّتِ قدسیہ کا ذکر فرماتے ہیں اور کبھی اس انقلابِ عظیم کا جو عرب کے بیابان ملک میں برپا ہوا اور جس نے لاکھوں مردوں کو آبِ حیات سے زندہ جاوید کر دیا۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسّی سے زائد کتابوں اور ملفوظات میں عشقِ محمدیؐ کے عجیب جلوے دکھائی دیتے ہیں۔

پھر آپؑ کی حیاتِ طیّبہ پر نظر ڈالی جائے تو جو چیز سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ خود آپ نے اپنے اس شعر میں بیان فرما دی ہے

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ اگر خدا تعالیٰ کے بعد مجھے کسی ہستی نے اپنا گرویدہ و متوالا بنایا ہے تو یہ محمد ﷺ کی ذات اعلیٰ صفات ہے۔ آپؐ کے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے۔ اگر تم اس کو کفر کہتے ہو تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ یہی وہ عشق تھا جس نے آپؑ کے ذرہ ذرہ کو مخمور کر دیا تھا اور آپؑ کی ساری زندگی بلکہ ہر لحظہ اس شعر میں بیان کی گئی کیفیت کا منہ بولتا ثبوت بن گیا۔

اس سے بڑھ کر آپؑ کے عشقِ رسول کی اور محبتِ رسول کی گواہی کیا ہو سکتی ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے شہادت دی کہ اس زمانہ میں اگر کوئی حقیقی محبِ رسول ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص محی کے تعین ظاہر نہیں ہوئی"۔ پھر فرماتے ہیں "اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھذا رجل یحب رسول اللہ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ﷺ ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے"۔ گویا اس زمانہ میں یہی ایک وجود ہے جس کے ذریعہ اسلام زندہ کیا جائے گا اور محبتِ رسول کے نتیجہ میں اسے مسیح و مہدی اور امتی نبی کا مقام عطا ہوگا۔

آپؑ کے عشقِ رسول کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپؑ کو حضرت محمد ﷺ کی ذات سے جو عشق و محبت تھی وہ کس کس رنگ میں اپنے جلوے دکھاتی تھی۔ ایک مرتبہ آپؑ تنہائی میں ٹہل رہے تھے اور آپؑ کی زبان پر حضرت حسّان بن ثابتؓ جو آنحضرت ﷺ کے ایک خاص صحابی اور شاعر تھے کا ایک شعر تھا جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا ۔

کنت السواد لناظری فعمی علیك الناظر
من شاء بعدك فلیمت فعلیك کنت احاذر

کہ اے رسول ﷺ آپؐ میری آنکھ کی پتلی تھے پس آپ کی وفات سے میری آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ اب آپؐ کے بعد جو بھی مرے مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ مجھے تو صرف اور صرف آپؐ کی موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی ہے۔

آپؑ یہ شعر پڑھ رہے تھے اور عجیب رقت کا عالم طاری تھا اور آنسو ٹپک رہے تھے۔ اس حالت میں آپؑ کو دیکھ کر آپؑ کے ایک محبّ نے پوچھا کہ "حضرت! یہ کیا معاملہ ہے"۔ آپؑ نے فرمایا: "کچھ نہیں، میں اس وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا"۔ (سیرت طیّبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

غرض آپؑ کی طبیعت اپنے آقاؐ کے ذکر پر بے قرار ہو جایا کرتی تھی اور آپؑ چشمِ تصور میں کسی اور ہی دنیا میں پہنچ جاتے تھے۔ اس طرح کا واقعہ ہے جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت ناساز تھی اور آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا اور حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور راستہ وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریف کے تصوّر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپؑ اپنے ہاتھ کی انگلی سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا "یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا!"۔ اندازہ کیجئے ایک طرف دلی خواہش ہے کہ محبوب کے قدموں میں جاؤں مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی

بے چین کرتا ہے کہ اس محبوب کے مزار کو دیکھنے کی سکت بھی قلب نازک میں ہے کہ نہیں اور میں کس طرح اس نظارہ کو برداشت کر سکوں گا۔

آپؑ کی آنحضرت ﷺ سے محبت کا ایک اور بھی پہلو ہے اور وہ ہے آپؑ کی آلِ محمد ﷺ سے محبت۔ آپؑ فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمد است

یعنی میرے دل و جان محمد مصطفیٰ ﷺ کے جمال پر قربان ہیں بلکہ میری تو خاک بھی آلِ محمد ﷺ کے کوچہ پر نثار ہے۔ آپؑ کے دل میں آلِ رسول کے لئے جو محبت موجزن تھی اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے بچوں کو محرم کی کہانی سنائی۔ آپؑ نے بڑے درد انگیز انداز میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب سے فرمایا: "یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی ﷺ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا" اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے نواسے کی دردناک شہادت سے آپؑ کی روح بیقرار ہو رہی تھی۔

آپؑ کی سیرت طیّبہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپؑ نے نہ صرف آنحضرت ﷺ سے اور آپؐ کی آل سے عشق کا بے پناہ اظہار فرمایا بلکہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ یا آپؐ کی آل کے متعلق ذرہ بھی بدزبانی کرتا یا اعتراض کرتا تو آپؑ فوراً ایک شیر کی طرح لپکتے تھے اور آپؑ کی روح کو اس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک آپؑ اس کا جواب نہ دے لیتے۔ بانی اسلام کے خلاف آپؑ کی غیرت ذرہ بھی گوارانہ فرماتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں "اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے دلی اور جانی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم ﷺ کی کی گئی، دُکھا"۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام)

ایک اور موقعہ پر آپؑ نے فرمایا:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں"۔ (پیغامِ صلح)

آپؑ کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں: "ایک بات میں نے والد صاحب میں خاص طور پر دیکھی ہے (وہ یہ) ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف ذرا سی بھی بات کہتا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصہ سے آنکھیں متغیّر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم)

آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس کے لئے آپ کی اس غیرت کا اظہار اس موقع پر بھی ہوا جب جلسہ اعظم مذاہب میں آخری روز آریوں نے اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف سخت بدزبانی اور دل آزاری کی۔ اس جلسہ پر آئے ہوئے قادیان کے وفد نے جب واپس جا کر حضورؑ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی تو حضورؑ کو اس قدر رنج پہنچا کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ جو صحابہ اس وقت موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کی زبان مبارک سے بار بار یہ الفاظ نکلتے تھے کہ تمہاری غیرت نے یہ کیسے برداشت کر لیا کہ تم رسول ﷺ کے خلاف گالیاں سنتے رہے تم لوگ اس مجلس سے فوراً اٹھ کر باہر کیوں نہ آ گئے۔ آخر صحابہ کی طرف سے معافی کی درخواست پر بہت دیر بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا اور آپؑ نے اس غلطی کو معاف فرمایا (حیاتِ نور باب چہارم)

اس ضمن میں پنڈت لیکھرام جو آریوں کا مشہور پنڈت تھا اس کا واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جو یہ ہے کہ ایک سفر میں حضرت مسیح موعودؑ پلیٹ فارم پر وضو فرما رہے تھے کہ پنڈت لیکھرام (جو آنحضرت ﷺ اور اسلام کے خلاف بدزبانی میں مشہور تھا) وہاں آیا اور اپنے طریق پر ہاتھ جوڑ کر حضورؑ کو سلام کیا مگر حضورؑ نے سرسری طور پر نگاہ اٹھائی اور پھر وضو میں مصروف ہو گئے، اس نے سمجھا کہ شاید آپؑ نے سنا نہیں۔ چنانچہ پھر سلام کیا مگر حضورؑ نے توجہ نہیں فرمائی۔ بعد میں کسی نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ لیکھرام سلام عرض کرتا تھا۔ یہ سننا تھا کہ آپؑ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی بڑی توہین کی ہے، میرے ایمان کے خلاف ہے کہ اس کا سلام لوں۔ آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔ (حیاۃ طیّبہ حضرت مسیح موعود از عبدالقادر صاحب)

غرض ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے کمالات اور اخلاق عالیہ کو اس طرح بیان فرمایا کہ پڑھنے والا بھی اس مقدس رسول ﷺ کا عاشق بن جائے تو دوسری طرف آپ نے بانی اسلام پر ہونے والے اعتراضوں کا ایسا قلع قمع فرمایا اور اُن کی عزت و ناموس کے لئے غیرت کا مظاہرہ فرمایا کہ آپ ﷺ کا پُرنور چہرہ دوبارہ دنیا کو دکھا دیا مگر انکساری ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق غیروں کی آراء

〈ڈاکٹر شمیم احمد〉

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی اپنے دعویٰ نبوت سے پہلے ساری قوم کا ہر دل عزیز فرد ہوتا ہے اور ہر لحاظ سے معزز ترین سمجھا جاتا ہے۔ ساری قوم کی امیدیں اس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اسے قوم کا ہمدرد اور مخلص، صدیق اور امین قرار دیا جاتا ہے۔ جیسے ہی وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے قوم کی اصلاح کے لئے چن لیا ہے وہ اپنی قوم کے لئے ایک قابلِ غضب وجود بن جاتا ہے۔ وہی لوگ جو اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں اس کو جعلساز اور غلطی خوردہ قرار دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس پر ہی بس نہیں بلکہ شقی القلب لوگ اسے ہر قسم کی ایذا دہی اور ظلم کا نشانہ بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہر نبی نے ایسے وقت میں اپنی سچائی کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ وہ دعویٰ نبوت سے قبل اپنی قوم کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھا ہے۔ اس کی قبل از بعثت کی زندگی میں کوئی داغ نظر نہیں آتا، وہ ہر لحاظ سے سچا اور امانت دار سمجھا گیا تھا تو کس طرح ممکن ہے کہ یکلخت وہ اپنی فطرت کے خلاف دروغ گو اور جعلساز بن جائے۔

دوسری طرف یہ مشاہدہ بھی ملتا ہے کہ ہر نبی میں ایک مقناطیسی کشش ہوتی ہے اور اور سعید الفطرت لوگ اسکی قوتِ قدسی کی وجہ سے اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ بہت جلد خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے گرد ایک گروہ جمع ہو جاتا ہے جن کی روح اور جسم ان کے اشاروں کے تابع ہو جاتا ہے اور وہ اپنے محبوب و مطاع کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے میں سعادت اور فخر محسوس کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں دونوں مناظر دکھائی دیتے ہیں اور یہی حال ہمیں آپؐ کے غلام اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی زندگی میں دکھائی دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے وعدوں کے مطابق ایک جانثار جماعت عطا کی اور لاکھوں سعید الفطرت لوگوں نے قبولیت کی سعادت پائی۔ ہزارہا ایسے تھے جنہوں نے اپنے وطنوں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر مسیحؑ کے قدموں میں بیٹھ رہنا باعثِ شرف سمجھا۔ ان کے عشق کی داستانیں ایک عجیب رنگ رکھتی ہیں مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ عاشق کو اپنا محبوب ہمیشہ اچھا ہی لگتا ہے اور اس کا عیب بھی انہیں برا نہیں لگتا اس لئے وہ اس کی صداقت پر گواہ نہیں بن سکتے۔ اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق غیروں کی قبل از ماموریت زندگی اور وفات کے بعد کی آراء درج کی جاتی ہیں کیونکہ صداقت کے پرکھنے کا ایک طریق یہ بھی ہوتا ہے کہ غیروں کی نظر میں کسی کا کیا مقام تھا۔ مندرجہ ذیل آراء ان لوگوں کی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو قبول نہیں کیا مگر وہ مجبور ہو گئے کہ اس بات کا اقرار کریں کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا وہ یہی تھا کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی ساری عمر ایک انتہائی پاک باز، عاشقِ رسولؐ اور اسلام کے دفاع میں ایک فتح نصیب جرنیل کے طور پر گذاری۔ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے آقا و مولیٰ کے دین کی عظمت اور اس کے جلال کی سربلندی کے لئے وقف تھا۔ ہر قدم پر اسے تائید الٰہی حاصل تھی اور جو وعدے اس سے کئے گئے تھے وہ اس شان سے پورے ہوئے کہ غیروں کو اس کی مدح سرائی کے سوا چارہ نہ رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ماموریت کے دعویٰ سے قبل ایک انقلاب انگیز اور معرکۃ الاراء کتاب براہینِ احمدیہ تصنیف فرمائی تو مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی کہ اسلام کے دفاع کے لئے ایک بطلِ جلیل میدان میں نکل آیا ہے۔ ساری قوم کی پرامید نظریں آپؑ کی طرف اٹھنے لگیں اور ان کے دلوں میں امید کی شمعیں روشن ہو گئیں۔ اس کتاب کے محاسن پر بہت سے لوگوں نے تبصرے لکھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر گواہ ہیں کہ آپ کے بارہ میں قبل از ماموریت قوم کی کیا رائے تھی۔ اس وقت کے مشہور اہلحدیث لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی کا تبصرہ درج ذیل ہے:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔......... اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج سے ایسے زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصارِ اسلام کے نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی جانی و مالی و قلمی ولسانی نصرت کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرینِ الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو" (اشاعۃ السنہ جلد ہفتم نمبر ۶-۱۱)

حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا تصنیف کو پڑھنے کے بعد ایک صوفی حضرت احمد جان صاحب نے ایک زبردست تبصرہ لکھا۔ صوفی احمد جان صاحب خود ایک مشہور بزرگ تھے جن کے حلقہ ارادت میں بڑے بڑے علماء شامل تھے۔ انہوں نے لکھا:

"سن شریف حضرت کا قریباً چالیس یا پینتالیس کا ہوگا۔ اصل وطن اجداد کا ملک فارس معلوم ہوتا ہے۔ نہایت خلیق، صاحبِ مروّت و حیا، نوجوانِ رعنا، چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے۔ اے ناظرین! میں سچی نیّت اور کمال جوشِ صداقت

سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک و شبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدّد وقت اور طالبانِ سلوک کے لئے کبریتِ احمر اور سنگدلوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکرین اسلام کے واسطے سیفِ قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجۃ بالغہ ہیں" (اشتہار واجب الاظہار)

اخبار وکیل امرتسر نے اپنی اشاعت مورخہ ۳۰ر مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد لکھا:

"کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاک باز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض کہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار، کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایتِ دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچادیا۔"

مولانا ابوالکلام آزاد نے مندرجہ ذیل الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا..... دنیا سے اٹھ گیا...... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے اسے امتدادِ زمانہ کے حوالہ کرکے صبر کرلیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیمیافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہوگیا اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ مہتمم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کرچکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کرچکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہوسکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے عالمِ اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہوکر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کرسکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفانِ حقیقی کو سرراہِ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹادینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا...... کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اڑنے لگا...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

فطری ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شانِ خاص پیدا کردی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذہبِ غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی اور اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کرسکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہوگیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا...... اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کردینے کی ان میں بہت مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطری استعداد کا ذوقِ مطالعہ اور کثرتِ مشق کا۔ آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کردے۔" (بحوالہ بدر ۱۸ر جون ۱۹۰۸ء)

"کرزن گزٹ"، دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا...... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں...... اس کا پرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی

اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

سیّد ممتاز علی امتیاز صاحب نے رسالہ "تہذیب النسواں" لاہور میں لکھا:

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوّت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔" (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۶۴)

"صادق الاخبار" ریواڑی نے لکھا کہ:

"مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کماحقہٗ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالمِ بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے"۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر شریف النفس مسلمانوں نے افسوس کا اظہار کیا کیونکہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت اور درد جاگزین تھا۔ حضرت مسیح موعود کی وفات پر انہوں نے واقعی محسوس کیا کہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ پر سینہ سپر ہونے والا ایک جرنیل ان سے جدا ہو گیا ہے۔ اسی طرح شریف النفس غیر مسلمانوں نے بھی آپؑ کی وفات پر اظہارِ افسوس کیا اور خراجِ تحسین پیش کیا۔ ذیل میں چند غیر مسلم اخبارات سے تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

"اندر" لاہور نے لکھا کہ:

"اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مرزا غلام احمد صاحب ایک صفت میں حضرت محمد (ﷺ) صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اور وہ صفت ان کا استقلال تھا۔" (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۶۶)

اخبار "پائنیر" الہ آباد نے لکھا کہ:

"اگر پچھلے زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالمِ بالا سے واپس آکر دنیا میں اس وقت تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزوں نہ ہوگا جیسے کہ مرزا غلام احمد قادیانی معلوم ہوتے تھے...... مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان کو خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے...... قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہر روز دنیا میں پھر نہیں آیا کرتے ان پر سلامتی ہو"۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۶۷)

مسیحی رسالہ "ھما" جبلپور نے لکھا:

"جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم نے سلسلہ احمدیہ مدعی موعود دمِ واپسیں تک ایک طرف مسیحی مناظرین سے نبرد آزما تھے دوسری طرف قرآنی الفاظ کی عجیب و غریب صرفی و نحو موشگافیاں کر کے دیگر مسائل کی طرح وفات مسیح کے مسئلہ پر بڑے بڑے صاحب جبہ و دستار مولویوں کو اپنی غیر معمولی قرآنی بصیرت اور علم کلام پر عبور ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے جیّد علماء اسلام کو اپنے دلائل و براہین کی ندرت اور معقولات در معقولات پر بے پناہ قدرت و دستگاہ سے حواس باختہ کر دیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ہر مکتبِ فکر کے ملاؤں کی شدید مخالفت کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب رہے اور اپنے پیچھے ایک بڑی فعال و جانثار جماعت دنیا میں چھوڑ گئے۔" (ھما۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۳۵)

مانچسٹر یونیورسٹی کے پروفیسر مذہبیات لارنس ایمی براؤن نے لکھا:

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پنجاب کے رہنے والے، کئی امور میں ہمیں خود محمد (ﷺ) کی یاد دلاتے ہیں ......دونوں نے ایک ایسے مضبوط روحانی تجربہ کو اس طرح محسوس کیا کہ اس کے زیر اثر وہ دنیا کی اصلاح پر مامور کئے گئے ہیں۔" (دی پراسپیکٹس آف اسلام)

رسالہ "انصارالدین" کے "خلافت نمبر" میں اشاعت کے لئے اپنی رپورٹس اور مضامین ۲۰ر اپریل ۲۰۰۴ء تک درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں:

Editor Ansaruddin (Urdu)

181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

ساؤتھ ریجن میں جلسہ یوم مصلح موعود

۲۲ر فروری ۲۰۰۴ء بعد نماز مغرب مسجد بیت السبحان کرائیڈن میں "یوم مصلح موعود" زیر اہتمام مجلس انصاراللہ ساؤتھ ریجن منایا گیا جس میں انصار کے علاوہ لجنات اور اطفال بھی شامل ہوئے۔ جلسہ کے جملہ انتظامات مکرم خالد امین صاحب راجہ زعیم ویسٹ کرائیڈن نے بڑے احسن طور پر کئے۔ مکرم مرزا مجیب احمد صاحب ریجنل ناظم کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم رائے حبیب احمد صاحب نے کی جس کا انگریزی ترجمہ مکرم ناصر احمد صاحب آرچرڈ نے پیش کیا۔ جس کے بعد مکرم رانا عطاء اللہ صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم خالد امین صاحب راجہ اور مکرم ناصر احمد آرچرڈ صاحب نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود کے موضوع پر انگریزی میں تقاریر کیں۔ پھر مکرم رانا عطاء اللہ صاحب نے اس پیشگوئی کے حوالہ سے اردو میں بات چیت کی۔ آخر میں صدر مجلس نے حضرت مصلح موعود کی زندگی کے مختلف ادوار کے واقعات اور اُن کے روح پرور اقتباسات بیان کئے۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام کو پہنچا۔ نماز عشاء کے بعد معزز مہمانوں کو عشائیہ پیش کیا گیا اور اُن کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اجلاس میں 34 انصار، 13 اطفال اور 25 لجنات نے شرکت کی۔ اس لحاظ سے مجموعی حاضری 72 رہی۔

(رپورٹ: انعام اللہ، ریجنل نائب ناظم عمومی مجلس انصاراللہ ساؤتھ)

مجلس انصاراللہ یوکے سالانہ اجتماع ۲۰۰۴

امسال سالانہ اجتماع انشاءاللہ بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار بمورخہ ۲۴۔۲۵۔۲۶ ستمبر ۲۰۰۴ بیت الفتوح میں منعقد ہوگا۔

حسبِ روایت نمازِ تہجد، درسِ قرآن، حدیث، سیرت النبیؐ اور ذکرِ حبیبؑ کے پروگرام اجتماع کا خاص حصہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ تعلیم تربیت اور تبلیغ کے متعلق دلچسپ پروگرام شامل ہوں گے۔ تعلیمی مقابلہ جات اور کھیلوں کے بھی مقابلہ جات اجتماع کا حصہ ہوں گے۔

تمام انصار ابھی سے چھٹیوں کا پروگرام بنالیں اور اجتماع میں شمولیت فرمائیں۔ مزید معلومات کے لئے اپنے زعیم ریجنل ناظم یا زعیمِ اعلیٰ صاحب سے حاصل کر سکتے ہیں۔

رفیق احمد جاوید (نائب صدر، چیر مین اجتماع کمیٹی)

انصاراللہ چیریٹی واک ۲۰۰۴

امسال چیریٹی واک انشاءاللہ بروز اتوار ۶ جون ۲۰۰۴ یارک شائر ڈیل میں ہو گی۔ ہفتہ کی رات کو رہائش کے لئے بریڈفورڈ اور ھڈرزفیلڈ کے مشن ھاؤسز میں انتظام ہوگا۔

بعض مجالس اور ریجنز سفر کی آسانی کے لئے کوچز کا انتظام کر رہی ہیں۔ کرایہ اور وقت سے متعلق نیز مزید معلومات کے لئے اپنے زعیم انصاراللہ یا ریجنل ناظم یا زعیم اعلیٰ سے رابطہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سالِ گذشتہ تقریباً ۵۰۷ انصار خدام اور اطفال نے اس واک میں حصہ لیا تھا اور تقریباً ۳۲۰۰۰ پاؤنڈ اکھٹے ہوئے تھے جو مختلف چیریٹی کی تنظیموں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اخبارات میں جماعت کی اس مساعی کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا۔ اسی طرح ممبران پارلیمینٹ اور میئر آف مرٹن نے بہت سے مواقع پر ان کوششوں کو سراہا ہے۔

اس سال بھی ہمیں دعاؤں اور کوشش سے اس واک کو پہلے سے بڑھ کر کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس سال کا ٹارگیٹ ۵۰۰۰۰ پاؤنڈ مقرر کیا گیا ہے۔ آخر میں سب انصار بھائیوں سے اس واک کی غیر معمولی کامیابی کے لئے دعا کی خصوصی درخواست ہے۔

رابطہ کے لئے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جا سکتا ہے

مکرم مرزا عبدالرشید صاحب چیرمین واک کمیٹی　0798568404

مکرم منیر احمد صاحب چیف کوآرڈینیٹر　07789398494

"انصار الدین"

☆ "انصار الدین" کا آئندہ شمارہ خلافت نمبر ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ایسے انصار جو اس شمارہ میں اشاعت کے لئے اپنے مضامین وغیرہ بھجوانا چاہیں اُن سے درخواست ہے کہ اردو یا انگریزی میں تیار شدہ اپنی نگارشات زیادہ سے زیادہ ۲۰/اپریل ۲۰۰۴ء تک ہمارے پتہ پر بھجوادیں۔ بصورت دیگر ان کی اشاعت ممکن نہیں ہوگی۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "انصار الدین" کیلئے حسب ذیل مجلس ادارت اور انتظامیہ کی منظوری عطا فرمائی ہے:

(صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ)

جلسہ سالانہ ۲۰۰۴ء

☆ جیسا کہ احباب کرام کو علم ہے کہ جولائی ۲۰۰۴ء کے آخری عشرہ میں جلسہ سالانہ برطانیہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ جہاں احباب سے جلسہ کی کامیابی کے لئے درخواست ہے وہاں جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے رضاکاروں کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے درخواست ہے کہ ہر وہ دوست جو کسی بھی فن میں مہارت رکھتے ہوں وہ اپنی خدمات پیش کریں اور وضاحت فرمادیں کہ وہ کس روز اور کتنا وقت اس للّٰہی جلسہ کے لئے دے سکتے ہیں۔

براہ کرم اپنی خواہش صدر جماعت / زعیم حلقہ کی تصدیق کے ساتھ دفتر جلسہ سالانہ یوکے میں جلد از جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ نیز اپنا مکمل پتہ، فون نمبر اور فیکس نمبر وغیرہ ضرور تحریر فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

☆ جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ ۲۰۰۴ء پر تشریف لانے والے ایسے احباب، جنہیں اپنی معذوری کے باعث خصوصی کارپارک میں پارکنگ کی جگہ درکار ہے، اُن سے درخواست ہے کہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۴ء تک اپنی درخواستیں افسر جلسہ سالانہ کے نام مسجد بیت الفتوح مورڈن کے پتہ پر ارسال فرمادیں۔ نیز اپنی درخواست کے ہمراہ Disabled Badge کی ایک نقل بھی منسلک فرمائیں۔ نیز درخواست میں دیگر کوائف کے علاوہ کار کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔ اس سلسلہ میں تفصیلی ہدایت صدران جماعت کو بھجوائی جا چکی ہے۔ افسر جلسہ سالانہ کے دفتر کا پتہ حسب ذیل ہے:

Officer Jalsa Salana 2004, Baitul Futuh Mosque
181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

انصار ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول ہونے والی ایسی دلچسپ تحریرات اور مفید واقعات شامل اشاعت کئے جائیں گے جو قارئین خود لکھنا پسند فرمائیں یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کر کے بھجوائیں۔ تحریر مختصر اور حوالہ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے:

Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL
e-mail: ansar_digest@yahoo.co.uk

تنظیموں کے قیام کا مقصد

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ اس نظام کی کڑیاں ہیں اور ان کو اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ تا کہ وہ نظام کو بیدار رکھنے کا باعث ہوں۔ اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائم مقام ہیں، عوام کو بیدار کرتی ہیں اور دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ جو عوام کے قائم مقام ہیں، نظام کو بیدار کرتے رہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کلی طور پر گر جائے اور اس کا قدم ترقی کی طرف اٹھنے سے رُک جائے۔ جب بھی ایک غافل ہوگا، دوسرا اسے جگانے کے لئے تیار ہوگا۔ جب بھی ایک سست ہوگا، دوسرا اُسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل آئے گا کیونکہ وہ دونوں ایک حصہ کے نمائندہ ہیں۔ ایک نمائندہ ہیں نظام کے اور ایک نمائندہ ہیں عوام کے۔ بعض دفعہ اگر نظام کے نمائندے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں غفلت اور کوتاہی سے کام لیں گے تو عوام کے نمائندے ان کو بیدار کر دیں گے اور جب عوام کے نمائندے غافل ہوں گے تو نظام کے نمائندے ان کی بیداری کا سامان مہیا کر دیں گے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ۔ ۲۲/اکتوبر ۱۹۴۳ء)

نیند

نیند کا اُڑ جانا یا انسومنیا کوئی بیماری نہیں ہے البتہ کسی بیماری کی علامت ضرور ہو سکتی ہے۔ تاہم نیند میں خلل پیدا کرنے والی اکثر بیماریاں بڑھاپے کی ہی بیماریاں ہیں۔ جسم کی مختلف کیفیات کی طرح نیند بھی ہر وقت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ اگر آپ بے خوابی کے مریض ہیں تو آپ کو اپنی روزمرہ زندگی پر غور کرنا ہوگا۔ اگر آپ ذہنی طور پر پریشان ہیں تو آپ کو رات کو بے چینی اور بے خوابی کی شکایت ہو سکتی ہے۔

ایک تندرست انسان کو روزانہ چھ سے آٹھ گھنٹہ کی نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسومنیا کے شکار انسان کو سب سے پہلے سگریٹ نوشی ترک کرنا ہوگی اور اگر وہ چائے پینے کا بھی عادی ہے تو رات میں اسے چائے سے بھی پرہیز کرنا ہوگا کیونکہ اس میں موجود کیفین نیند میں خلل کی اہم وجہ ثابت ہوتی ہے۔ رات میں سونے سے قبل ایسے مشروبات بھی استعمال نہ کریں جن میں کیفین موجود ہوتی ہے جو آپ کی نیند اُڑا سکتی ہے۔

ڈی۔این۔اے

آجکل DNA Test کا بہت ذکر سنا جاتا ہے۔ دراصل یہ ایک کیمیائی مادہ ہے جو انسانی جسم کے اندر موجود کھربوں خلیوں میں پایا جاتا ہے اور اس کی یہ خاصیت ہے کہ اگر اس کا تعامل کسی خاص قسم کی پروٹین سے کرایا جائے تو یہ مخصوص نمبروں میں ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن دنیا کے مختلف انسانوں کے DNA کے ٹکڑوں کی تعداد ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ اسی لئے جب مختلف ٹسٹوں کا تقابلی جائزہ لیا جائے اور ٹکڑوں کا حجم یکساں ملے تو کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ہی انسان کے دو نمونے ہیں۔ اسی طرح ماں اور باپ کے DNA کا پروٹین کے ساتھ تعامل کرایا جائے تو اولاد کے DNA میں دونوں کے ٹکڑے موجود ہوں گے اور اسی ٹسٹ کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی بچہ کے والدین کون ہیں۔

ڈائنوسارز کا خاتمہ

سائنسدانوں کا پرانا نظریہ قریباً باطل قرار پاچکا ہے کہ ساڑھے چھ کروڑ سال پہلے دنیا سے ڈائنوسارز کے خاتمہ کی وجہ ایک بڑے سیارچے کے زمین سے ٹکرانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ میکسیکو میں واقع شکسولب نامی وہ گڑھا جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ سیارچہ کے زمین سے ٹکرانے سے پیدا ہوا تھا، وہ ڈائنوسارز کے معدوم ہونے سے تقریباً تین لاکھ برس پرانا ہے۔ یہ علم امریکہ میں اس گڑھے کو کھود کر نکالے گئے چٹانی نمونوں کا مطالعہ کرنے سے ہوا ہے اور اس تحقیق نے سائنسدانوں کے نظریہ کو باطل قرار دیدیا ہے۔

اردو۔ ہماری مادری زبان

حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۹/جولائی ۱۹۴۹ء کو کوئٹہ کے ایک خطاب عام کے دوران احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:

"وہ پنجابی زبان چھوڑ دیں اور اردو کو جو اب بے وطن ہو گئی ہے اپنائیں ...... اور اسے اتنا رائج کر دیا جائے کہ آہستہ آہستہ یہ ہماری مادری زبان بن جائے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جن کے خیال میں پنجابی زبان کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ میرے نزدیک اردو زبان کو ہی ہمیں اپنی زبان بنالینی چاہئے...... پس میری نصیحت تو یہ ہے کہ تم اردو زبان کو اپناؤ اور اس کو اتنا رائج کرو کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے اور تمہارا لہجہ اردو دانوں کا سا ہو جائے"۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۶۰ء)